ماہنامہ

آئینۂ انجمن

ربیع الثانی 1447ھ، اکتوبر 2025ء

شمارہ نمبر: 80

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینۂ انجمن

اس شمارے میں

01 فرمان باری تعالیٰ و فرمان نبوی ﷺ

02

02 بے حیائی کی تشہیر ایسے بھی
ڈاکٹر انوار علی ابرار
03

03 حمد باری تعالیٰ و نعت رسول پاک ﷺ
ڈاکٹر محمد شرف الدین/اقبال عظیم
04

04 ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
05

05 اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن
شجاع الدین شیخ
06

06 مسلمانان پاکستان کا اتحاد ایک حقیقت۔۔۔ایک خواب
انجینئر مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
07

07 قرآن کریم میں رزق کے اسباب
حافظ ارسلان احمد خان
10

08 دجال اور سورۃ الکہف (آٹھویں قسط)
حافظ حذیفہ محمود
16

09 سرکار کی آمد
ام محمد
19

10 عالمی قافلہ استقامت
امین اللہ معاویہ
22

11 دل سوز سے خالی ہے
ام محمد
27

12 انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں
ماہانہ رپورٹ
29

13 شعبہ ملٹی میڈیا
ماہانہ رپورٹ
33

فرمانِ الٰہی جل جلالہٗ و فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ
[آل عمران: 118]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے سے باہر کے کسی شخص کو رازدار نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری بدخواہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، ان کی دلی خواہش یہ ہے کہ تم تکلیف اٹھاؤ، بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ (عداوت) ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں وہ کہیں زیادہ ہے۔

تشریح: اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی ملت والوں کے سوا کسی کو اس طرح کا معتمد اور مشیر نہ بناؤ کہ اس سے اپنے اور اپنی ملت و حکومت کے راز کھول دو، اسلام نے اپنی عالمگیر رحمت کے سایہ میں جہاں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی، نفع رسانی اور مروت و رواداری کی غیر معمولی ہدایات فرمائی اور نہ صرف زبانی ہدایات بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام معاملات میں اس کو عملی طور پر رواج دیا ہے، وہیں عین حکمت کے مطابق مسلمانوں کی اپنی تنظیم اور ان کے مخصوص شعائر کی حفاظت کے لیے یہ احکام بھی صادر فرمائے کہ قانون اسلام کے منکروں اور باغیوں سے تعلقات ایک خاص حد سے آگے بڑھانے کی اجازت مسلمان کو نہیں دی جا سکتی، کہ اس سے فرد اور ملت دونوں کے لیے ضرر اور خطرے کھلے ہوئے ہیں، اور یہ ایسا صریح، معقول، مناسب اور ضروری انتظام ہے جس سے فرد اور ملت دونوں کی حفاظت ہوتی ہے، جو غیر مسلم اسلامی مملکت کے باشندے ہیں یا مسلمانوں سے کوئی معاہدہ کیے ہوئے ہیں ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات اور ان کی حفاظت کے لیے انتہائی تاکیدات اسلامی قانون کا جز ہیں۔
(معارف القرآن، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا. (ابو داؤد، رقم الحديث: 4263)

ترجمہ: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خود سنا آپ فرما رہے تھے کہ یقیناً وہ بندہ نیک بخت اور خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رکھا گیا، وہ بندہ نیک بخت و خوش نصیب ہیں جو فتنوں سے دور رکھا گیا، وہ بندہ نیک بخت اور خوش نصیب ہیں جو فتنوں سے الگ رکھا گیا اور جو بندہ مبتلا ہو گیا اور وہ صابر اور ثابت قدم رہا تو (اس کا کیا کہنا)، اس کو شاباش اور مبارکباد۔

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ تھا کہ کسی بات کی اہمیت سامعین اور مخاطبین کے ذہن نشین فرمانا چاہتے تو اس کو مقررسہ کرر ارشاد فرماتے۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا: إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، (وہ بندہ خوش نصیب ہے جو فتنوں سے دور اور الگ رکھا جائے) یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بار بار غالباً اس لیے ارشاد فرمائی کہ کسی بندہ کا فتنوں سے محفوظ رہنا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن یہ نعمت چونکہ نظر نہیں آتی اس لیے بہت سے بندوں کو اس کا احساس اور شعور بھی نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے نہ ان کے دل میں اس نعمت کی قدر ہوتی ہے، نہ اس پر شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرما کر اس نعمت کی اہمیت و عظمت ذہن نشین کرنے کی کوشش فرمائی۔ آخر میں فرمایا کہ اور جو بندہ تقدیر الٰہی سے فتنوں میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اپنے کو تھاما یعنی وہ دین پر اور اللہ و رسول کی وفاداری پر صابر و ثابت قدم رہا تو اس کو شاباش اور مبارکباد، اس کا کیا کہنا وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ (معارف الحدیث)

بے حیائی کی تشہیر ایسے بھی

ڈاکٹر انوار علی ابرار

اللہ رب العزت نے انسان کی جبلت میں جو خواہشات رکھی ہیں ان میں غالب ترین جذبہ جنسی جذبہ ہے، تاکہ جہاں ایک طرف انسانی نسل کی آبیاری ہو، وہی دوسری طرف یہ ذریعہ آزمائش بن جائے۔ کیونکہ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے خالق نے کچھ معیارات بنائے اور نکاح کا راستہ متعین فرمادیا۔ شیطان جو انسان کا ازلی دشمن ہے، اس کے پاس انسان کو کمزور کرنے کے لیے سب سے طاقتور ہتھیار یہی ہے کہ اس کے جنسی جذبات کو بھڑکا کر اس سے اپنے رب کی متعین کردہ حدود کی پامالی کروائے اور جہنم کا نوالہ بنوادے۔ بے حیائی اور فحاشی وہ بدترین جرم ہے جو ایک فرد کی عاقبت ہی تباہ نہیں کرتا، بلکہ پورے پورے گھر اور اس سے بڑھ کر پورا معاشرہ تباہ کردیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ پانی کا سیلاب فصلیں برباد کرتا ہے اور بے حیائی کا سیلاب نسلیں برباد کردیتا ہے۔ اسی لیے اگر کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا گناہ بے حیائی کا ارتکاب کرنا ہے تو اس سے بھی بڑا گناہ بے حیائی کو فروغ دینا ہے۔

اللہ پاک سورۃ النور کی آیت 19 میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٩

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

آج سے کچھ سالوں پہلے تک بے حیائی کو فروغ اتنا آسان نہ تھا، جتنا اب ہو چکا۔ سوشل میڈیا کا جادو انسانوں کے دماغوں کو مسخر کرچکا ہے، اور اس نشہ میں مدہوش بچے، بڑے بوڑھے، جوان اور عورتیں اپنا سارا فہم و فراست کھو چکے ہیں۔ ابلیس کا یہ ہتھیار اب تک کے تمام ہتھیاروں میں طاقتور ترین ثابت ہو رہا ہے۔

خاص طور پر یہ حقیقت سمجھنے کی ہے کہ سوشل میڈیا پر ناچتے تھرکتے وڈیوز دیکھنے والے جانے انجانے اس بات کو نظرانداز کر رہے ہیں کہ ان کا یہ وڈیوز دیکھنا صرف ایک جرم نہیں، بلکہ اس میڈیا پر views دینے اور اس مواد کی مزید تشہیر کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس میڈیا کا اصل اور خطرناک ترین جادو یہ ہے کہ جس مواد کو جتنا دیکھا جائے وہ اتنا ہی ویولسٹ میں اوپر سے اوپر آتا چلا جاتا ہے اور دوسروں کو دیکھنے کے لیے آسانی سے میسر ہوتا رہتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ اس میڈیا کے نشے میں ڈوبے افراد اپنے نامہ اعمال میں محض اپنا ذاتی گناہ ہی نہیں ڈال رہے، بلکہ دوسروں تک اس تباہی کو پہنچانے کا ذریعہ بھی بن رہے ہیں۔

خدارا، اپنے اور دوسروں کے لیے آگ کا گڑھا نہ کھودیں، جتنا ہو سکے اس مصیبت سے بچیں۔ ایسا نہ ہو کہ وقت کی بربادی، نظروں کا گناہ، بے حیائی کا فروغ کل ہماری گردن کا طوق بن جائے۔

حمدِ باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو پُر یقیں ہیں انہی کو اٹھان دیتا ہے
خدا پرند کو اونچی اڑان دیتا ہے

اسی کا کلمۂ توحید افضل و اعلیٰ
یہ دیکھ روز موذن اذان دیتا ہے

اگر وہ چاہے ہری کھیتوں کو کردے تباہ
اسی کے اِذن پہ فصلیں کسان دیتا ہے

غرور کس لیے تجھ کو ہے خوش کلامی پر
وہ چاہتا ہے تو شیریں زبان دیتا ہے

عطا وہ کرتا ہے جنت کی اس کو ہر نعمت
جو اس کے دیں کے لیے اپنی جان دیتا ہے

اسی کی ذات پہ ساحلؔ یقین رکھ ورنہ
وہ انحراف پہ وہم و گمان دیتا ہے

(ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل)

نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بے دیکھے مدینے کی تصویر ہے آنکھوں میں
اب جاگتی آنکھوں کی تاثیر ہے آنکھوں میں

بے دیدۂ بینا بھی بینائی میسر ہے
بے نور بصارت بھی تنویر ہے آنکھوں میں

جس روضہ اقدس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا
اس روضہ اقدس کی تصویر ہے آنکھوں میں

ہر وقت نگاہوں میں گلیاں ہیں مدینے کی
ایک شہر حرم شاید تعمیر ہے آنکھوں میں

اب اشک کا ہر قطرہ کرتا ہے ثنا خوانی
ہر نعت مری جیسے تحریر ہے آنکھوں میں

آنکھوں کی کہی نعتیں طیبہ کی آذانیں ہیں
اور لحن بلالی کی تاثیر ہے آنکھوں میں

(اقبال عظیم)

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّس انجمن خدّام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

بعثت محمدی ﷺ اور امت کا فرض منصبی

”قرآن حکیم سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ تمام نوع انسانی کے لیے رسول بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں اور آپ کی رسالت تا قیام قیامت دائم اور جاری و ساری ہے۔ تو اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خاتم الانبیا وآخر الرسل محمد ﷺ جو دین حق دے کر مبعوث فرمائے گئے تھے اور جس دین کو تمام نظام ہائے حیات پر غالب کرنا آپ کا فرض منصبی قرار دیا گیا تھا، اس دین کی دعوت و تبلیغ اور اقامت کا کام جاری رہے۔ چنانچہ اب یہ فریضہ امت مسلمہ کے سپرد ہوا۔ یعنی ایک طرف اللہ کا پیغام تمام بنی نوع انسان تک اس درجہ میں پہنچا دینا کہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے کہ وہ اللہ کے یہاں یہ عذر پیش نہ کر سکیں کہ ہم تک تیرا پیغام نہیں پہنچا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ پورے کرۂ ارضی پر دین حق کو بالفعل غالب وقائم کرنا بھی اس امت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس اپنے مشن کی ایک حد تک تکمیل فرما کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

جزیرہ نمائے عرب کی حد تک انقلاب کی تکمیل ہوگئی لیکن آپ کا مشن تو درحقیقت اس وقت پایۂ تکمیل کو پہنچے گا جب پورے کرۂ ارضی پر اللہ تعالیٰ کا پرچم سب سے بلند ہوگا۔ اس پہلو سے جہاں تک نبی اکرم ﷺ کا تعلق ہے تو حضور اپنے فرض منصبی کے اعتبار سے اس پر مامور تھے کہ آپ جزیرہ نمائے عرب کی حد تک انقلاب کی تکمیل بنفس نفیس فرمادیں۔ یہ گویا آپ کی آفاقی، عالمی اور دائمی بعثت ورسالت کا اولین مرحلہ تھا جو پورا ہوا۔ لیکن ابھی بین الاقوامی اور عالمی سطح پر دعوت و تبلیغ کا کام باقی تھا جس کا نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات دنیوی کے دوران بنفس نفیس آغاز فرما کر پھر اس مشن کو امت کے حوالے فرمادیا کہ اب اس فریضہ کی عالمی سطح پر تکمیل تمہارے ذمہ ہے۔ اب ایک ایک فرد نوع بشر تک دعوت و تبلیغ اور شہادت علی الناس کا فرض تمہیں انجام دینا ہے اور پورے کرۂ ارضی پر اللہ کے دین کا بول بالا کرنا یعنی اسلامی انقلاب تم نے برپا کرنا ہے۔“

(منہج انقلابِ نبوی ﷺ)

اقتباس نگرانِ انجمن خُدّام القُرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

محبت رسول ﷺ

حضور ﷺ کی 23 برس کی سب سے بڑی سنت اللہ کے دین کے قیام کی جدو جہد کرنا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پوری پوری زندگیاں اِس سنت کی پیروی میں گزار دیں اور دنیا کے دوردراز علاقوں میں جاکر اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کی۔ جنت البقیع میں چند سو صحابہ کی قبریں ہیں، جبکہ باقی تمام کی قبریں دنیا کے دور دراز علاقوں میں ہیں۔ یہ اِس بات کی علامت ہے کہ صحابہ نے اپنے گھر بار، تجارت، وطن اور دنیوی زندگی کو ترجیح نہیں دی، بلکہ آپ ﷺ سے محبت کو اپنے گھر بار، اپنے کاروبار، اپنے پیاروں پر ترجیح دی اور آپ سے محبت کے اصل تقاضے کو پورا کرنے کے لیے دنیا میں نظام عدل اجتماعی کے قیام کی جدوجہد میں حصہ لیا۔

آج ہمارا طرز زندگی کیا ہے، ذرا تنہائی میں بیٹھ کر ہم سوچیں کہ کیا ہم حضور ﷺ سے محبت کے تقاضوں پر عمل پیرا ہیں، کیا آپ ﷺ 23 برس کی سنت کو ہم نے بھلا نہیں دیا، آج ہم سال میں ایک مرتبہ 12 ربیع الاول منا کر یا واجبی سی، رسمی سی چند کارروائیوں پر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے کہ شاید سنت کے تقاضے پورے ہو گئے۔ حالانکہ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ حضور ﷺ اُمت کو ایک مکمل دین دے کر گئے تھے، دعوتِ دین اور نفاذِ دین کی سنت بھی دے کر گئے تھے۔ اس مکمل دین پر عمل پیرا ہوں گے اور ان سنتوں پر بھی عمل پیرا ہوں گے تو آپ ﷺ سے محبت کے دعویٰ پر سچے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ سے سچی محبت بھی عطا فرمائے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین

(ندائے خلافت، شمارہ نمبر 35۔ خطاب جمعہ: امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب، 5 ستمبر 2025ء)

مسلمانان پاکستان کا اتحاد ایک حقیقت۔۔۔ایک خواب

انجینئر مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

بانی قرآن اکیڈمی جھنگ

قیام پاکستان کے بعد 1950ء میں مسلمانانِ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے اتحاد کا ایک دلکش منظر چشم فلک نے یہ دیکھا، جب تمام مکاتب فکر کے 31 سر برآوردہ علمائے کرام نے مملکت خداداد پاکستان کے معاملات کو اسلام کے مطابق چلانے کے لیے 22 نکات پر اتفاق کر لیا تھا۔

ان علمائے کرام کے اسمائے گرامی پیش خدمت ہیں: 1۔ مولانا سید سلمان ندوی صاحب، 2۔ مولانا سید ابو اعلیٰ مودودی صاحب، 3۔ مولانا بدر عالم صاحب، 4۔ مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب، 5۔ مولانا شمس الحق افغانی صاحب، 6۔ مولانا عبد الحامد بدایونی صاحب، 7۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، 8۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحب، 9۔ مولانا خیر محمد صاحب، 10۔ مولانا مفتی محمد حسن صاحب، 11۔ پیر محمد امین الحسنات صاحب، 12۔ مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، 13۔ حاجی محمد امین صاحب، 14۔ مولانا عبد الصمد سر بازی صاحب، 15۔ مولانا اظہر علی صاحب، 16۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب، 17۔ علامہ راغب احسن صاحب، 18۔ پیر ابو جعفر محمد صالح صاحب، 19۔ مولانا محمد علی جالندھری صاحب، 20۔ علامہ داوٗد غزنوی صاحب، 21۔ علامہ جعفر حسین مجتہد صاحب، 22۔ علامہ کفایت حسین مجتہد صاحب، 23۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب، 24۔ مولانا حبیب اللہ صاحب، 25۔ مولانا احمد علی صاحب، 26۔ مولانا محمد صادق صاحب، 27۔ مولانا عبد الخالق صاحب، 28۔ مولانا شمس الحق فرید پوری صاحب، 29۔ مولانا مفتی محمد صاحب داد صاحب، 30۔ مولانا ظفر احمد انصاری صاحب اور 31۔ پیر ہاشم جان سرہندی صاحب رحمہم اللہ وجزاہم اللہ عن جمیع المسلمین احسن الجزاء۔

اور جن 22 نکات پر اتفاق رائے ہوا وہ بھی درج ذیل ہیں:

1۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العزت ہے۔

2۔ ملک کا قانون قرآن و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

3۔ یہ ملک کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں، بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگا، جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

4۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیا و اعلا اور مسلّمہ اسلامی فرقوں کو ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری تعلیم کا انتظام کرے۔

5۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیاں عصبیت جاہلیہ کی بنیاد پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کرکے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ واستحکام کا انتظام کرے۔

6۔ مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل تمام ایسے لوگوں کی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں، عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

7۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادی مذہب و مسلک، آزادی عبادت، آزادی ذات، آزادی اظہار رائے، آزادی نقل و حرکت، آزادی اجتماع، آزادی اکتساب رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادے کا حق۔

8۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کے سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

9۔ مسلّمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی، انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ ان ہی کے قاضی یہ فیصلہ کریں۔

10۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنی شخصی معاملات کے فیصلے اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

11۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر 7 میں کیا گیا، ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

12۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

13۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا، البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا کسی جماعت کو تفویض کرسکتا ہے۔

14۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں، بلکہ شورائی ہوگی۔ یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

15۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کرکے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

16۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت رائے سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

17۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانون مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

18۔ ارکان و عمالِ حکومت اور شہری کے لیے ایک ہی قانون وضابطہ ہوگا، اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

19۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

20۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

21۔ ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزا انتظامی متصور ہوں گے ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا، مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

22۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ آج ساٹھ سال بعد انہیں اکابر کے جانشین اور خلفا ونائبین آج مسلمانانِ پاکستان کی بے حسی اور بے عملی کی کیفیت کا بچشم سر مشاہدہ کرنے کے باوجود متحد ہونے کی بجائے اختلافات کا شکار ہیں۔

اے کاش! کہ آج مدرسہ وخانقاہ کے وارثان اور اسلامی انقلاب کے داعیان 1950ء والے جذبے سے اکٹھے ہوکر اس ملک کو صحیح پٹڑی پر ڈال دیں اور ملک میں اسلام کے نفاذ اور سماجی، اقتصادی اور سیاسی سطح پر اسلامی تعلیمات پر صحیح معنی میں عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اب بھی ہماری منزل ہمیں مل سکتی ہے اور پاکستان واقعی قوت واخوتِ عوام اور سایۂ ذوالجلال کا مظہر بن سکتا ہے ـــــ یعنی ایک جدید اسلامی جمہوری فلاحی مملکت کی مثال بن سکتا ہے اور دوسرے ممالک کے لیے ـــــ روشنی کا مینار۔

اے اللہ! آپ نے یہ اتحاد پہلے بھی ایک حقیقت بنا دیا تھا، اب دوبارہ اس کو حقیقت بنا دے۔ ؎

خدایا! ایں کرم بارِ دگر کُن

وما ذالک علی اللہ بعزیز-

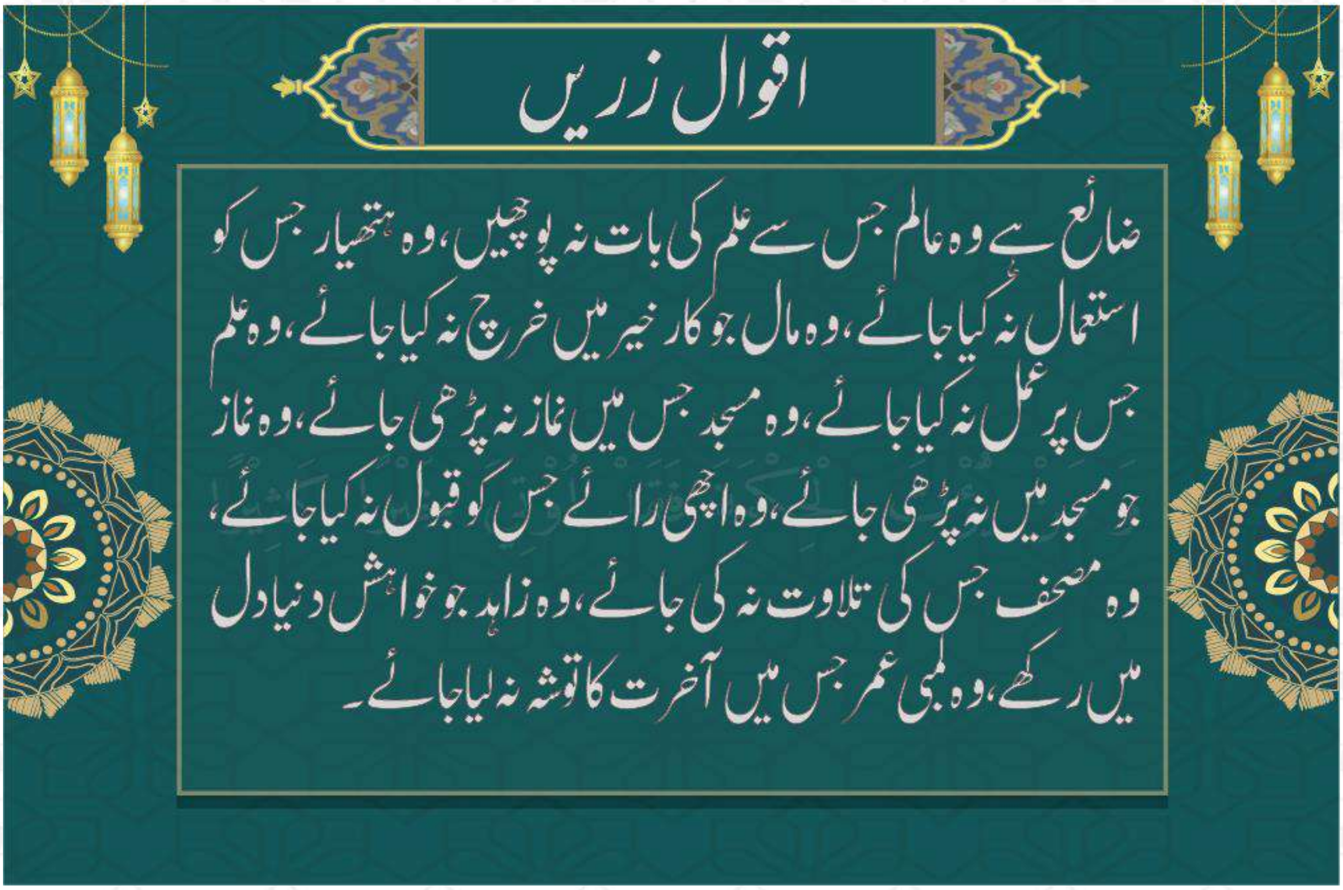

قرآن کریم میں رزق کے اسباب

حافظ ارسلان احمد خان

معاون تدریس قرآن اکیڈمی کورنگی

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو رزق عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اور قرآنِ مجید میں رزق کے حصول کے آٹھ مضبوط اور یقینی اسباب بیان فرمائے ہیں۔ جو بندہ ان اسباب کو اپناتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

اس مختصر تحریر میں ان قرآنی اسباب کو ترتیب کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہم سب ان پر عمل کرکے اپنے رزق میں برکت، کشادگی اور حلال ذرائع سے حصولِ معاش ممکن بنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ مِّنَ اللَّهۡوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ‌ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۝۱۱ [الجمعة: 11]

ترجمہ: ''(آپ ﷺ!) فرما دیجیے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رازق ہے''۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝۳۷ [آل عمران: 37]

ترجمہ: ''بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے''۔

مزید اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ لَطِيۡفٌ ۢ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ [الشوریٰ: 19]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے، جسے چاہے رزق عطا فرماتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف و کرم فرمانے والا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے، چنانچہ اگر کبھی کسی کی روزی کم ملے یا سرے سے ہی نہ ملے تو اُسے اس آیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ رزق کم ملنے یا بالکل نہ ملنے میں ضرور اس کا کوئی نہ کوئی لطف و کرم اور اس کی حکمت پوشیدہ ہے۔

اور بندے کے رزق میں جو کمی بیشی ہوتی ہے وہ بھی اللہ ہی کی جانب سے ہوتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا ۝۳۰ [الاسراء: 30]

ترجمہ: ''بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا ہے اور جسے چاہے کم دیتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا (اور اُن کے احوال کو) دیکھتا ہے''۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رزق نہ ملنے کے ڈر سے بچوں کے قتل پر سخت بندش فرمائی ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَكُمۡ مِّنۡ اِمۡلَاقٍ‌ ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكُمۡ وَاِيَّاهُمۡ‌ ۚ [الانعام: 151]

ترجمہ: ''اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مارو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی''۔

لیکن اس سے زیادہ تر لوگ غافل ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۳۶ [سبا: 36]

ترجمہ: ''(اے محبوب ﷺ!) فرما دیجیے کہ بے شک میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے) لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے''۔

مگر یہاں یہ بات یاد رہے کہ رزق میں کمی، نہ تو اللہ کی ناراضگی کی دلیل ہے اور نہ تو رزق میں زیادتی، اللہ کی رضا کی دلیل ہے، بلکہ یہ سب امتحان اور آزمائش کے طور پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گنہگار کے رزق میں وسعت ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نیک و فرمانبردار بندوں کے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔ قرآنی آیات کی روشنی میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ رزق میں خوشحالی اور تنگی لانے کا تنہا مالک صرف اللہ ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

یہاں پر ہم چند ایسے اعمال واسباب کا ذکر کرتے ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ نے رزق میں کشادگی و بہتری کا بہترین نسخہ قرار دیا ہے، مثلاً:

1۔ کسب رزق

اس کا مطلب ہے کہ رزق حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا اور اس کے لیے طرح طرح کے طریقے اختیار کرنا، مثلاً کسانی و کاشت کاری، صنعت و حرفت، تجارت، کاریگری اور نوکری وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵ [الملك: 15]

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین آسان کردی تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے''۔

2۔ ایمان باللہ اور تقویٰ

ایمان باللہ کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ اپنی ذات وصفات کے ساتھ موجود ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر پھونک پھونک کر قدم رکھا جائے۔ چنانچہ اس بات کی نصیحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ [الطلاق: 3 – 2]

ترجمہ: ''جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دیتا ہے، اور اُسے وہاں سے روزی دیتا ہے، جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا''۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یعنی جو شخص مصیبت اور دکھ میں صابر رہے گا، بے صبری اختیار نہیں کرے گا اور ممنوعات سے پرہیز رکھے گا، اللہ اس کے لیے اس مصیبت سے نکلنے کا راستہ پیدا کردے گا اور ایسے طریقے سے اس کو رزق عطا فرمائے گا کہ اس کے گمان میں بھی نہ ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّخِذُوا تَقْوَى اللهِ تِجَارَةً يَأْتِيكُمُ الرِّزْقُ بِلَا بِضَاعَةٍ وَلَا تِجَارَةٍ»، ثُمَّ قَرَأَ: {وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ} (معجم كبير، ج: 15، ص: 6)

ترجمہ: ''اے لوگو! تجارت میں خوف الٰہی کو لازمی طور پر اختیار کرو، اللہ تمہیں سازوسامان اور تجارت کے بغیر رزق دے گا، پھر آپ نے یہ آیت: وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ... تلاوت فرمائی''۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''اے ابوذر! اگر تمام لوگ اس آیت: (وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ) پر عمل کرلیں تو یہ اُن کے لیے کافی ہے''۔ (مسند احمد، رقم الحديث: 21551)

علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ:

قرآن کریم میں بہت ہی جامع آیت: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ ہے، اور سب سے زیادہ رزق کی کشادگی کا وعدہ اس آیت: وَ مَنْ

يَتَّقِ اللهَ میں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ:
مَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً، مِنْ شُبْهَاتِ الدُّنْيَا وَمِنْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَمِنْ شَدَائِدِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ(مسند الفردوس، ج: 1، ص: 160)
ترجمہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دنیا کے شبہات، موت کی تکلیفوں اور قیامت کی سختیوں سے نجات اور چھٹکارے کا ذریعہ پیدا فرما دیتا ہے''۔
حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے فرزند کو مشرکین نے قید کرلیا تو اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور یہ عرض کیا کہ: میرے بیٹے کو مشرکین نے قید کرلیا ہے اور اُسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اتَّقِ اللهَ وَاصْبِرْ وَأَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔ (تفسیربغوی) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور صبر کرو اور کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ پڑھتے رہو''۔
چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کی غفلت کی وجہ سے وہ آزاد بھی ہو گئے اور اپنے ساتھ ڈھیر سارا مالِ غنیمت بھی لے لوٹے۔

3۔ توکل علی اللہ

یعنی اللہ پر اس طرح بھروسا رکھنا کہ ہر انسان کا پیدا کرنے والا اللہ ہے، اور اس نے ہر انسان کے رزق کا وعدہ کر رکھا ہے، تو وہ کسی نہ کسی بہانے سے رزق ضرور دے گا، ہاں! یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ رزق ملنے میں کچھ تاخیر ہو، لیکن رزق ضرور ملے گا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ [الطلاق: 3]
ترجمہ: ''اور جو اللہ پر بھروسا کرے، اس کے لیے اللہ کافی ہے، بے شک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے، کیونکہ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک حد مقرر کر رکھا ہے''۔
یعنی اللہ پر بھروسا کرنے والوں کے لیے تمام مشکلات میں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:
لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُو خِمَاصًا، وَتَرُوحُ بِطَانًا(ابن ماجہ، رقم الحديث: 4164)
ترجمہ: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسے ہی توکل (بھروسا) کرو جیسا کہ اس پر توکل (بھروسا) کرنے کا حق ہے، تو وہ تم کو ایسے رزق دے گا، جیسے پرندوں کو دیتا ہے، وہ صبح میں خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں''۔
شعب الایمان کی ایک روایت ہے:
مَنِ انْقَطَعَ إِلَى اللهِ، كَفَاهُ اللهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وَمَنِ انْقَطَعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَكَلَهُ اللهُ إِلَيْهَا(رقم الحديث: 1076)
ترجمہ: ''جو ہر طرف سے الگ ہو کر اللہ کا ہو جائے (اور ہر حال میں اللہ پر بھروسا رکھے) تو اللہ ہر مشکل میں اس کی کفالت کرتا ہے اور بے گمان رزق دیتا ہے اور جو اللہ سے منھ پھیر کر دنیا کا ہو جائے تو اللہ بھی اسے دنیا کے سپرد کر دیتا ہے''۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا، اللہ کے حکم پر عمل کرو تو اللہ کو اپنے پاس، بلکہ اپنے سامنے پاؤ گے، جب کچھ مانگو تو اللہ ہی سے مانگو، جب مدد طلب کرنی ہو تو اسی کی مدد چاہو کہ تمام امت مل کر تمہیں نفع دینا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتی اور اسی طرح سب کے سب جمع ہو کر بھی تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے اور یہ جان لو! کہ مصیبت میں صبر کرنے سے زیادہ نعمت حاصل ہوتی ہے اور یہ بھی جان لو! کہ اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (مسنداحمد، رقم الحديث: 2803)
نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللهِ، فَيُوشِكُ اللهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ أَوْ آجِلٍ(سنن ترمذی، رقم الحديث: 2326)

ترجمہ: ''جو شخص فاقہ میں مبتلا ہوا اور وہ لوگوں کے سامنے اپنے فاقہ کو بیان کرے تو اللہ اس کے فاقہ کو دور نہیں کرتا اور جس شخص کو فاقہ ہو اور اللہ سے کہے تو اللہ اس کو جلد یا دیر رزق عطا فرمائے گا''۔

4۔ اللہ سے دعا کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ [الغافر: 60]

ترجمہ: ''اور تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا''۔

یعنی رزق میں برکت اور خوشحالی کے لیے دعا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ رزق دینے والا ہے اور ساتھ ہی اپنے بندوں کی دعا قبول بھی فرماتا ہے اور اس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں مختلف طریقوں سے دعا مانگی جا سکتی ہے، جیسے:

وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۝۱۱۴ [المائدة: 114]

ترجمہ: ''اور ہمیں رزق عطا فرما کیونکہ تو بہترین رزق دینے والا ہے''۔

اللَّهُمَّ، إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا(معجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث: 685)

ترجمہ: ''یا اللہ! میں تجھ سے حلال رزق کا سوال کرتا ہوں''۔

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيْهِ(شعب الایمان، رقم الحديث: 9864)

ترجمہ: ''یا اللہ! جو کچھ رزق تو نے عطا فرمایا ہے مجھے اس پر قناعت کرنے والا بنا دے اور اس میں برکت عطا فرما''۔

لیکن دعا اسی شخص کی قبول ہوتی ہے جو معصیت میں مبتلا نہ ہو، جیسے: ترک واجب، حرام کام، حرام کھانا وغیرہ۔

5۔ حمد و شکر بجا لانا

یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا اور اس کی جانب سے رزق و نعمت ملنے پر شکر ادا کرنا، کیونکہ اس سے بھی رزق میں کشادگی اور برکت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝۷ [ابراهيم: 7]

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے یہ اعلان فرما دیا کہ اگر شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت و رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصوّر اور اس کا اظہار کرے اور شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اس نعمت کی تعظیم کے ساتھ اس کا اعتراف بھی کرے اور نفس کو اس کا عادی بنائے۔

شکر کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ نے جو کچھ نعمتیں دی ہیں ان کا استعمال اسلامی طریقے پر کیا جائے، مثلاً: زبان، پس اس کو صرف اللہ کی رضا کے لیے استعمال کیا جائے اور اسی پر دوسری نعمتوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

یہاں ایک بات غور کرنے کی یہ ہے کہ بندہ جب اللہ کی نعمتوں اور اس کے مختلف فضل و کرم اور احسان کو دیکھتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے، اس سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور پختہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے بھی اعلیٰ مقام یہ ہے کہ نعمت دینے والے (اللہ) کی محبت یہاں تک غالب ہو جائے کہ نعمتوں کی طرف قلب کا التفات باقی نہ رہے، یہ صدیقوں کا مقام ہے۔

6۔ صلہ رحمی

صلہ رحمی ایک ایسا انسانی جذبہ ہے جو دوست تو دوست، دشمن کو بھی نرم کر دیتا ہے، صلہ رحمی نہ صرف معاشرتی اعتبار سے پسندیدہ عمل ہے، بلکہ دینی اعتبار سے بھی محبوب عمل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ [الروم: 38]

ترجمہ: ''رشتہ دار، مسکین اور مسافر کو اُن کا حق دو، جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اُن کے لیے یہ بہتر ہے اور وہی کامیاب ہیں''۔

اس آیت میں فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ کا مطلب ہے قریبی رشتہ داروں کو اُن کا حق دینا، ان کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا، مسکین یعنی مانگنے والوں کو صدقات وعطیات دینا۔ ابن سبیل یعنی مسافر کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس کی مہمان نوازی کرنا۔ یہ سب اعمال اگر اللہ کی رضا کے لیے کیے جائیں تو صلہ رحمی ہے اور ایسا کرنے سے اللہ کی رضا حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ رزق میں خوشحالی بھی آتی ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.(صحيح البخارى، رقم الحديث: 5985)

ترجمہ: ''جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اُس کا رزق کشادہ ہو اور اُس کا اثر باقی (عمر دراز) رہے تو وہ صلہ رحمی کرے''۔

7۔ انفاق فی سبیل اللہ

اس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، اب چاہے یہ خرچ کرنا زکوۃ وصدقات نافلہ کے طور پر ہو یا قرض حسن کے طور پر دونوں صورتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہیں۔ چنانچہ جو شخص ان دونوں اعتبار سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اس کے رزق میں برکت بھی ہوتی ہے اور اللہ اُسے بہترین رزق بھی عطا فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹ [سبا: 39]

ترجمہ: ''(آپ ﷺ!) فرما دیجیے بے شک میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے، اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اس کے بدلے اللہ اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۴۵ [آيت: 245]

ترجمہ: ''وہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسن دے، تاکہ اللہ تعالیٰ اُسے کئی گنا بڑھا کر عطا کرے، مال کا گھٹانا اور بڑھانا سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں قرضِ حسن سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنا، جو قرض دار ہیں ان کے قرضوں کی ادائیگی کرنا، نیز اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا وغیرہ۔

اسی طرح قرضِ حسن کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو اس نیت کے ساتھ قرض دینا کہ اگر وہ اپنی پریشانیوں کی وجہ سے واپس نہ کر سکا تو وہ قرض دینے والا اس شخص سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کرے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: إِنَّ اللهَ قَالَ لِي: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ (صحيح مسلم، رقم الحديث: 993)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا''۔

8۔ کثرت استغفار: یعنی زیادہ سے زیادہ استغفار کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳ [ہود: 3]

ترجمہ: ''اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تمہیں اچھی نعمت دے گا ایک متعین مدت تک، اور ہر فضل واحسان والے کو اُس کے فضل وکرم کا بدلہ دے گا، اور اگر تم منہ پھیرو گے تو میں تم پر بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا خوف کرتا ہوں''۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں ''متاعاً حسناً'' سے مراد لمبی عمر، رزق میں زیادتی اور عیش وآرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ کی بارگاہ میں دل سے توبہ کرنے اور استغفار کرنے سے رزق بڑھتا ہے، عمر میں برکت ہوتی ہے اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کرنے والوں کے لیے راحت وسکون کا سامان مہیا فرماتا ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ [نوح: 12 – 10]

ترجمہ: ’’اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ وہ تم پر زور کی بارش برسائے گا، مال اور اولاد نرینہ سے تمہاری مدد کرے گا اور تم کو باغ عطا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا‘‘۔

حضرت ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے بارش کی کمی کی شکایت کی، حسن بصری نے اُسے استغفار کا حکم دیا۔ دوسرا شخص آیا، اُس نے تنگ دستی کی شکایت کی، اُسے بھی استغفار کا حکم دیا۔ تیسرا شخص آیا، اس نے اولاد کی کمی کی شکایت کی، اُسے بھی استغفار کا حکم دیا، پھر چوتھا شخص آیا، اس نے اپنی زمین کی پیداوار میں کمی اور خشک سالی کی شکایت کی، اُسے بھی استغفار کا حکم دیا۔ ربیع بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے حسن بصری سے کہا: آپ کے پاس چند لوگ آئے اور اُنہوں نے طرح طرح کی حاجتیں پیش کیں، آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ: استغفار کرو۔ اس پر حسن بصری نے کہا: میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی، بلکہ قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں استغفار کا حکم دیا ہے کہ:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (خزائن العرفان)

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب تم رزق میں تنگی پاؤ تو زیادہ سے زیادہ استغفار کرو (تاکہ اللہ تمہارا رزق کشادہ فرمادے)۔
(حلية الاولياء، ج: 3، ص: 193)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الاسْتِغْفَارِ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (مسند احمد، رقم الحديث: 2234)

ترجمہ: ’’جو شخص زیادہ استغفار کرتا ہے اللہ اُسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے خوشحالی عطا فرماتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اُسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا‘‘۔

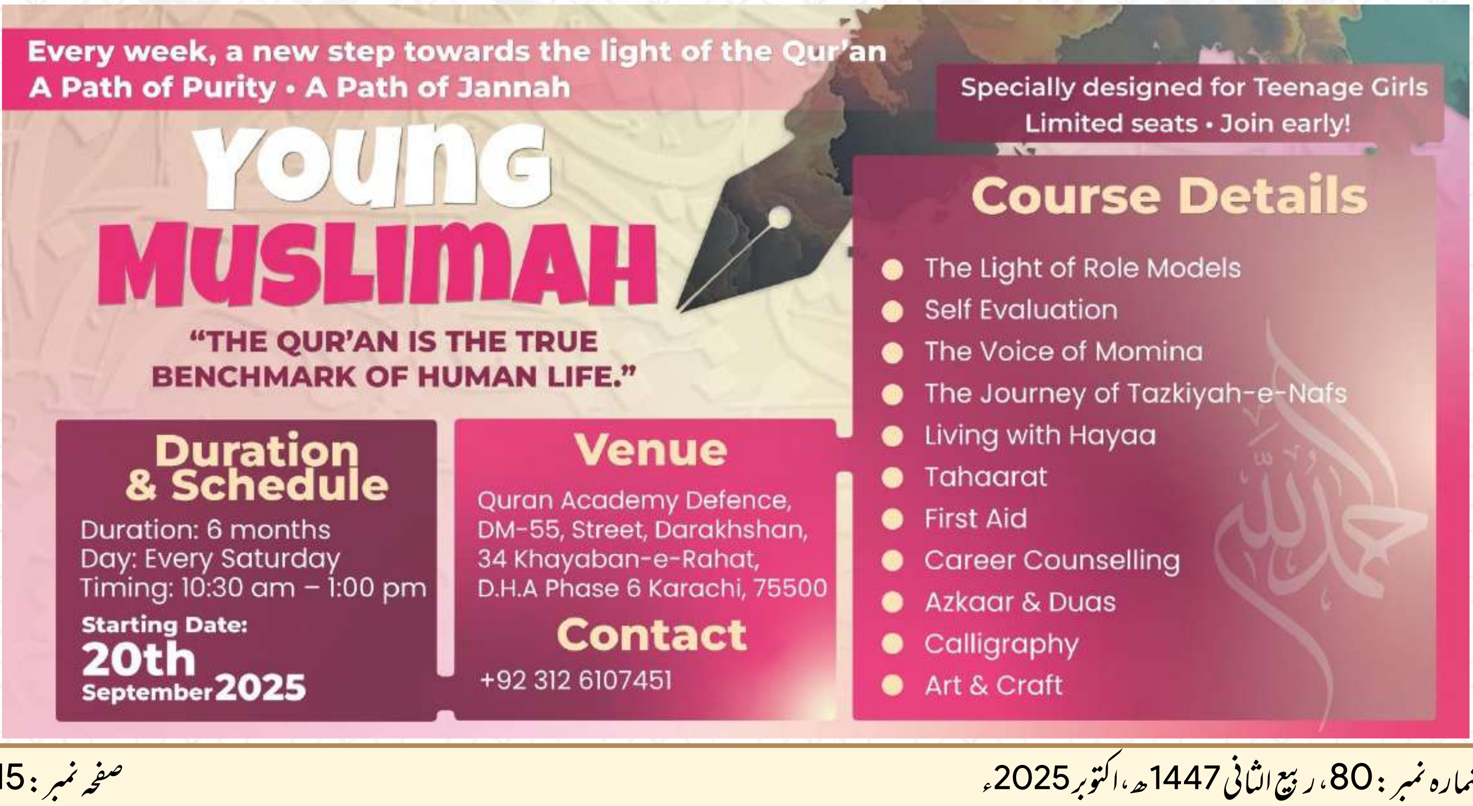

دجال اور سورۃ الکہف۔ ۔ (آٹھویں قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

دجال، کائنات کا عظیم ترین فتنہ اور سورۃ الکہف
امکانات، خطرات اور تدابیر قرآن و سنت کے آئینے میں

ابتدائی اقساط میں ہم نے قرآن و سنت کی روشنی میں دجال کا تعارف اور دجال فتنے کے نمایاں خدوخال کا تذکرہ کیا تھا، اس ضمن میں ہم نے دجال کی موجودہ حالت اور اس کے خروج کے مقام کا تذکرہ بھی کیا تھا، نیز ہم نے اُن شخصیات پر تجزیہ و تبصرہ کیا تھا، جن سے متعلق ماضی میں دجال ہونے کا دعویٰ مشہور کیا گیا تھا۔ گذشتہ قسط سے ہم نے سلسلہ وار دجالی فتنے کو سورۃ الکہف کی روشنی میں پرکھ کر اس کی تباہ کاریوں کا علاج بھی اسی سورۃ مبارکہ کی تعلیمات میں سمجھنا شروع کیا تھا، یہ قسط بھی اسی سلسلے کا تسلسل ہے۔ کیونکہ احادیثِ مبارکہ کے مطابق سورۃ الکہف کو دجالی فتنے سے بچاؤ میں نسخۂ اکسیر کی حیثیت حاصل ہے۔

سو آئیے! بیماری کی ہولناکیوں کے بعد اب اس کا قرآنی علاج بھی سمجھتے ہیں۔

دجالی فتنے کی بنیاد اور اساس ''نظریۂ ارتقا'':

اگر دجالی فتنے کی اساس اور بنیاد کی بات کی جائے تو بلاشبہ ارتقا کا نظریہ ہی اس کی بنیاد اور اساس ہے۔ یہی وہ جادوئی چمچہ ہے جس میں بھر کر وہ سب کچھ پلا دیا جاتا ہے، جسے انسان کی فطرت کسی طرح پینے پر آمادہ نہیں ہو سکتی تھی۔ ''نیست سے ہست'' کا سفر خود بخود طے کروایا جاتا ہے اور وہ کائنات جو بالکل نیست و نابود تھی، مادہ (raw material) ڈھانچہ اور سانچہ کچھ بھی موجود نہ تھا، خود سے ہی وجود میں آئے اور کائنات کی تخلیق میں خود سے ہی لگ گئے۔ یوں صفر سے عدد بنتا چلا گیا اور شے نیستی سے ہستی کے لباس میں آگئی اور جس مادے میں کچھ نہ تھا، پھر اسی سے سب کچھ وجود میں آیا اور یہ ترقی کا سفر اب بھی جاری ہے۔ یہ وہ نظریۂ ارتقا ہے جس کا آغاز ایسے بھونڈے اور کج نظریے سے کیا گیا۔

دجالیت کے اس عہد میں ساری بے قراریاں جن میں آدمی کا دل بے چین رہتا ہے، اس کی ضمانت در حقیقت بے کسی کے اس شعوری احساس میں پوشیدہ ہے کہ زندگی تو ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے اور ارتقا کا مطلب ہے کہ مسلسل ترقی اور بلندی۔ یعنی انسانیت تسلسل کے ساتھ عروج اور بلندی کا سفر طے کر رہی ہے، چنانچہ ہر نیا انسان اور انسانی دور گذشتہ دور سے بلکہ ہر نیا وقت گذشتہ وقت سے بہتر تصور کیا جائے گا۔ یہاں ہر چیز ترقی کا سفر طے کرتے ہوئے Update اور Upgrade ہی ہوتی ہے، لہذا ہر نئی نسل گذشتہ نسل کے لیے قدامت پسند، جاہل اور ''انہیں تو کچھ پتہ ہی نہیں'' جیسے راگ الاپتے ہوئے نظر آتی ہے اور اسی کی انتہا Climax رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں ہمیں نظر آتی ہے کہ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا[1] (باندی اپنی مالکن کو جنے گی) کیونکہ دجالیت نے دنیا کی چکا چوند اور چمک دمک کو اس

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: 7563

قدر تابناک کردیا ہے کہ آج کا انسان اس کی رعنائیوں میں گم ہوجاتا ہے، اور خدا کے تصور کو یکسر بھلا بیٹھتا ہے۔
لہذا دنیا کی لذات حاصل کرنے کے لیے وہ حرام کی طرف بھی منہ مارتا ہے اور حلال کافی نہ ہونے کا اعتراف وہ برملا کرتا ہے، کیونکہ دجالی قوت اس کفایت کے معیار کو ہی اس قدر بلندی کی طرف لے گئی ہے کہ انسان کے لیے اس کا حصول تقریباً ناممکن سا معلوم ہوتا ہے، لوگ 12، 12 گھنٹے، دو دو نوکریاں کرنے، میاں بیوی بچے سب مل کر کمانے کے باوجود اس ''درجہ کفایت'' کو نہیں پہنچ پا رہے ہیں، جس طرزِ زندگی (Life Style) کا یہ دجالی تہذیب ہمیں دکھاتی ہے۔
جی ہاں! یہ مکمل کارستانی کسی مخصوص شخصیت کی نہیں، بلکہ پوری تہذیب، نظریہ اور سوچ کے حامل لوگوں کی ہے، جسے ہم یہاں دجالی تہذیب سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت جدت اور جدیدیت کے لبادے میں ہر پرانی چیز کو اکھاڑ پھینکا جاتا ہے، اب چاہے وہ پرانی طرز معاشرت ہو یا نظامِ حکومت و سیاست بلکہ اس سے بھی اگلا قدم وہ پرانی چیز ''کوئی مذہب ہی کیوں نہ ہو'' کیونکہ یہ تمام چیزیں پرانے دور کی پیدا کردہ تھی، اب نئی نسل کو اس پرانی چیز (مذہب) کی کوئی ضرورت نہیں لہذا نئی نسل مکمل مذہب بے زار ہے۔
چنانچہ سورۃ الکھف کا آغاز ہی اس دعوے کی پر زور تردید کے ساتھ ہوتا ہے اور ابتدائی دو آیتوں میں ہی اسلام کی مکمل اساس یعنی توحید، رسالت اور آخرت کا تذکرہ کردیا گیا:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ﴿۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾[2]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی، اور اس میں کسی قسم کی کوئی خامی نہیں رکھی۔ ایک سیدھی کتاب جو اس نے اس لیے نازل کی ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف سے ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور جو مومن نیک عمل کرتے ہیں ان کو خوشخبری دے کہ ان کو بہترین اجر ملنے والا ہے۔''
حالانکہ اگر ہم مغربی تہذیب کا جائزہ لیں تو درحقیقت ہم مسلمان ان کے معلم تھے، مسلمانوں ہی کے پاس آکر انہوں نے اپنے دین کو علم سے آراستہ کیا، ورنہ اس سے پہلے تو تاریکی وضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں زندگی بسر کی۔ جس زمانہ کو عہد الظلام (DARK AGE) یعنی تاریکی کا دور کہا جاتا ہے۔ سولھویں صدی میں یورپ کو عروج حاصل ہوا۔ لیکن یورپ کی یہ بدقسمتی رہی کہ غلط اور بگڑی ہوئی عیسائیت اس کے حصے میں آئی، جس نے اس کی گمراہی میں اور اضافہ کیا۔ یورپ کے عروج سے دنیائے انسانیت کو جس مصیبت کا سامنا ہوا وہ اس کی تہذیب اور کلچر تھا، جس کے نتیجے میں انسانیت ہلاکت کے دھانے پر پہنچ گئی۔
اگر آپ بغور جائزہ لیں کہ اس وقت جو برائیاں قوموں کے لیے تباہی کا الارم بجا رہی ہیں، وہ اسی مغربی تہذیب کی دین ہے۔ پھر اُنیسویں صدی میں استعماری طاقتوں نے عالم اسلام پر حملہ کرکے مغربی تہذیب کی تباہیوں کو گھر گھر پہنچا دیا۔ دراصل اس تہذیب کی بنیاد مادیت اور خدا بے زاری پر مبنی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ فتنۂ دجال کا آغاز ہوئے دو صدیاں گزر گئی ہیں۔ اس تہذیب نے ہر اچھی چیز کو بری اور ہر بری چیز کو خوبصورت انداز میں مزین کرکے پیش کیا ہے۔ دجال کے معنی سب سے زیادہ مکر وفریب اور مکاری کرنے والی یعنی اس کا اصل فتنہ ہی یہی ہے کہ دجالی دور میں چیز کی حقیقت بدل جائے گی اور اس کو دوسرے انداز میں پیش کیا جائے گا۔ اس کو دجال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ اس وقت مغربی میڈیا اس دجالی فتنہ کو بڑے ہی خوبصورت انداز سے پیش کر رہا ہے۔

دجالی تہذیب کی معاشی طاقت اور اس کا ارتقا:

اگر معاشی میدان میں ہم دجالی طاقت کا جائزہ لیں تو عالمی دجالی غلبہ کی خواہش مند طاقتوں نے صلیبی جنگوں میں ناکامی کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کو اپنے مقصد کے حصول کا ذریعہ بنانے کا سوچا اور اس کے لیے صنعتی انقلاب کو سیڑھی بنایا۔ یورپ میں صنعتی ترقی کی دوڑ شروع

[2] آیت: 2 – 1

ہوتے ہی پیداوار کی کھپت کے لیے نئی منڈیوں اور خام مال فراہم کرنے والے علاقوں کی تلاش شروع ہوئی۔ اس عمل نے مغرب پر ان علاقوں سے خام مال کی لوٹ کھسوٹ اور بالآخر جبری قبضوں کا دروازہ کھول دیا، یوں عالمی غلبہ کا ایجنڈا بھی ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی بھی پہلے تجارتی روپ میں آئی اور بعد ازاں برطانوی سامراج کی شکل میں منتج ہوئی۔ کمپنی نے آتے ہی جہاں تجارتی معاہدے کیے وہاں خام مال کی لوٹ کھسوٹ کے لیے ٹھگوں، نوسربازوں، وطن فروشوں اور غداروں کی کھیپ بھی تیار کرنا شروع کی۔ یہ طبقہ کمپنی کو خام مال کی فراہمی کے لیے چوری، ڈاکا اور قتل و غارت گری تک سے گریز نہیں کرتا تھا۔ کمپنی انہیں اس کام کے لیے باقاعدہ اسلحہ، تربیت، سکیورٹی اور اہم معلومات دیتی تھی۔ یہ چور، لٹیرے، ٹھگ اور وطن فروش چند ٹکوں کی خاطر اپنے ملک سے سونا چاندی، ہیرے جواہرات، اجناس اور مال و دولت دیہاتوں، شہروں، قافلوں اور راجواڑوں سے لوٹ کر کمپنی کو پہنچاتے تھے۔ کمپنی انہیں انعام واکرام سے نواز کر مزید غداروں کی فوج اکٹھی کرنے کا راستہ ہموار کر رہی تھی۔

کمپنی نے اس لوٹ کھسوٹ پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ ساتھ ساتھ مقامی صنعت کو بھی مکمل طور پر تباہ کیا۔ کاری گروں، دستکاروں اور ہنرمندوں کا قتل عام کیا۔ ان کے ہاتھ اور انگوٹھے تک کاٹے گئے، تاکہ مقامی صنعت معدوم ہو جائے اور اس کی جگہ برطانوی مصنوعات لے لیں۔ چنانچہ بہت جلد سوئی سے لے کر جدید اسلحہ تک تمام مصنوعات برطانیہ ہی کی استعمال ہونے لگیں۔

فرنگی سامراج نے مقامی صنعت و حرفت کا دروازہ بند کر کے جہاں جائز ذرائع آمدن کے راستے بند کیے، وہاں ناجائز کمائی کے اتنے راستے کھول دیے کہ لوٹ کھسوٹ، چوری، ڈاکہ زنی، قتل و غارت، غداری اور وطن فروشی کی حوصلہ افزائی ہونے لگی۔ چنانچہ غداروں، نوسربازوں، ٹھگوں، چوروں اور وطن فروشوں کو تربیت اور اسلحہ دے کر آہستہ آہستہ کمپنی نے اپنی فوج تیار کرنا شروع کی۔ پھر اسی فوج کو استعمال کر کے ہندوستانی علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل کے لیے اسی قبیل کے لوگوں کو خبر رسانی اور مخبری پر مامور کیا۔ جو جو علاقے کمپنی کے قبضے میں آتے گئے وہاں اس نے اپنے وفاداروں کو بسانا شروع کیا۔ جو جتنا بڑا غدار، ڈاکو، وطن فروش اور مخبر تھا، اسے اتنا ہی بڑا خطاب دیا گیا، جاگیریں اور مراعات دی گئیں۔ یوں مقامی آبادی کے لیے غداروں اور نیچوں کے لیے غداری اور وطن فروشی نہ صرف منافع بخش پیشہ ٹھہرا، بلکہ ان کے ''سنہری'' مستقبل کا ضامن بھی بن گیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ فرنگی نے انہی غداروں کی مدد سے جیتی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد محب وطن افراد کی زمینوں پر، ان کے روزگار پر، ان کی تجارت پر، ان کی زراعت پر ایسے لوگ قابض ہو گئے جو درحقیقت ایسٹ انڈیا کمپنی کے تربیت یافتہ جاسوس، ٹھگ، چور اور غدار تھے۔ ان غاصبوں، چوروں، وطن فروشوں اور ایمان فروشوں کے تحفظ کے لیے سکیورٹی ادارے قائم کیے گئے، جن میں پولیس کا ادارہ بھی شامل تھا۔ اس کا اصل کام انگریز کے وفاداروں کا تحفظ کرنا، جبکہ محب وطن مزاحمت کاروں کی مزاحمت کو دبانا تھا۔

اسی طرح جو عدالتی نظام انگریزوں نے قائم کیا اس میں اپنے وفاداروں کے لیے الگ قانون تھا، جبکہ ان کے مخالفین کے لیے الگ قانون۔ انگریز کے وفادار بڑے سے بڑا جرم بھی کیوں نہ کر لیں، اوّل تو پکڑے نہ جاتے تھے، اگر عوامی دباؤ کے تحت گرفتار کر بھی لیے جاتے تو انہیں جیلوں میں عام قیدیوں کی ساتھ نہیں، بلکہ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق شاہانہ انداز میں رکھا جاتا تھا۔

آج تک بالکل وہی قانون ہماری جیلوں میں نافذ ہے کہ ''اے کلاس'' کے لیے اعلیٰ سہولیات ''بی کلاس'' کے لیے ذرا کم سہولیات جبکہ عام آدمی کے لیے فرش، چٹائی اور دال روٹی وغیرہ۔

اسی طرح عدالتی نظام میں بھی طاقتور کے ساتھ سلوک کچھ اور ہے، جبکہ کمزور کے ساتھ کچھ اور۔ غریب بھوک کے مارے کچھ چرا لے تو ساری زندگی جیل میں سڑے گا، جبکہ ملک کو لوٹنے والے اشرافیہ میں شمار ہوتے ہیں۔

جاری ہے۔۔۔

سرکار کی آمد۔۔۔

ام محمد

گزشتہ مہینہ ماہِ ربیع الاول تھا اور رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا میں آمد کو 1500 سال مکمل ہوئے۔ ہر طرف بھرپور چراغاں کیئے گئے، جشن ولادت پرجوش طریقے سے منایا گیا، میلاد کی محافل منعقد کی گئیں۔ پارلیمان میں بھی میلاد جوش وجذبے سے منانے پر متفقہ طور پر قرارداد منظور کی گئی۔ اور پھر گلی گلی سے آواز آنے لگی۔

سرکار کی آمد۔۔۔ مرحبا!

لیکن اگر سرکار دوعالم ﷺ آج واقعی آجائیں، تو ہم انہیں مرحبا کہیں گے، یا ہم چھپنے کی جگہ ڈھونڈیں گے، جیسے دین اجنبی ہے، ویسے ہی رسول اللہ بھی ہمارے لیئے اجنبی ہوں گے۔ ہم یہ تو خواہش کرتے ہیں کہ ''کاش میں دورِ پیمبر میں اٹھایا جاتا''۔ ''کاش سرکارِ دوعالم کا زمانہ ملتا''۔ کیا ہم یہ بھی سوچ سکتے ہیں کہ کاش پیغمبر ﷺ میرے دور میں، میرے گھر تشریف لاتے، آئیے دیکھتے ہیں تخیلات کی دنیا میں۔

بچہ ہانپتا کانپتا گھر آیا، خوشی سے چہرہ دمک رہا ہے، خبر دی - امی ابو جلدی سے آئیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ ماں باپ کے چہرے پر خوشی کی لہر کی بجائے فکرمندی سایہ فگن ہوجاتی ہے، جاؤ بیٹا جلدی سے ٹی وی بند کرو، بلکہ ایسا کرو: مکہ یا مدینہ والا چینل لگا دو، اور میری چادر- میری چادر کہاں گئی، جلدی سے چادر اوڑھی، ابا نے جلدی سے اپنا غیر ساتر لباس جس میں گھٹنوں سے اوپر چڑھتی نیکر تھی، تبدیل کی۔ ٹوپی سر پر رکھی، بھاگے بھاگے دروازے پر پہنچے۔ باہر رسول اللہ کھڑے ہیں، دیکھ کر ہیبتِ حسن اور جلالِ نبوت سے مبہوت ہوجاتے ہی، چند لمحے دیکھتے رہتے ہیں- پھر کہتے ہیں آئیے! آئیے نا حضور، اندر آئیے! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رسول اللہ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اندر آنا چاہ رہے ہیں لیکن کچھ مانع لگ رہا ہے۔ گھر والے پریشان ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ فرماتے ہیں جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری)۔ اور جہاں فرشتے داخل نہیں ہوسکتے، وہاں میں کیونکر داخل ہوسکتا ہوں۔

اب تو گھر والوں کے لیئے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ جاکر سب تصویریں کہیں غائب کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لاتے ہیں۔ مہمان خانے میں بیٹھتے ہیں۔ چہرے پر شدید ناگواری ظاہر ہے، مگر خاموش رہتے ہیں۔ دنیاوی سازوسامان کی کثرت اور دکھاوے کے سامان سے شدید بے زار نظر آتے ہیں۔ گھر کے مرد صحبت میں بیٹھے ہیں۔ خواتین ضیافت تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ اتنے میں کسی کا فون بج اٹھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں۔ اہل خانہ پریشان ہیں کہ ہم آنحضور ﷺ کو خوش نہیں کرپا رہے۔ اتنے میں ضیافت تیار ہوجاتی ہے۔ دس قسم کی لوازمات۔ اب تو رسول اللہ ﷺ واقعی ہماری فیاضی سے خوش ہوں گے، لیکن یہ کیا! چہرہ مبارک غصے سے تمتمانے لگتا ہے۔ آخر بول اٹھتے ہیں: کیا تم نے غزہ کے بارے میں نہیں سنا، امت کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم درد میں بتلا ہوجاتا ہے۔ وہ بھوکے ہیں اور یہاں کھانے کا یہ اہتمام! مومن تو یوں بھی ایک آنت سے کھاتا ہے۔ گھر والے توبہ کرتے ہیں اور ایک آدھی چیز کے سوا سب صدقہ کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ انتہائی قلیل حصہ نوش فرماتے ہیں۔ اس پر اللہ کا یوں شکر ادا کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں پر رقت طاری ہوجاتی ہے۔ آیت پڑھتے ہیں: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ [التکاثر: 8] (اس دن ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔ پھر گھر والوں کو دعاؤں سے نوازتے ہیں۔

اتنے میں گھر کی ایک بچی آتی ہے، چھوٹی نابالغ بچی: شرٹ پر کارٹون بنے ہیں اور ٹانگیں ننگی ہیں، انتہائی مختصر سی نیکر پہن رکھی ہے۔ رسول

اللہ ﷺ حیا کے مارے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کیا یہ بچی نابالغ نہیں : اے اللہ کے رسول! اس پر تو شریعت لاگو نہیں ہوتی نا، فرماتے ہیں کہ تم پر تو لاگو ہوتی ہے۔ اسے پہنانے والے، لاکر دینے والے تو تم ہو۔ وہ تو نابالغ ہے، پر تم تو اللہ کو جوابدہ ہو- اور یہ تصویر جو اس کے لباس پر ہے، یہ تو رحمت کے فرشتوں کو اس بچی سے دور کر رہی ہے اور شیاطین کے حوالے کر رہی ہے۔ سر شرمندگی سے جھک جاتے ہیں۔ اللہ کے حضور ہماری مغفرت طلب کیجیے، اے اللہ کے رسول! رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے ہیں۔

اب گھر والے باہر لے کر نکلتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہیں ہیں کہ حیا کے مارے اٹھتی ہی نہیں۔ بازار میں بے حیائی کا طوفان ہے۔ جس نبی نے عورتوں کو گھروں میں رہنے کا درس دیا، اس نبی کی امت کی عورتیں گویا سب بازار چلی آئی ہیں۔ بل بورڈز نیم برہنہ عورتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کیا یہ بھی مسلمان ہیں! جی یا رسول اللہ، یہ سب مسلمان ہیں۔ ہر جگہ موسیقی سنائی دے رہی ہے۔ ذرا آگے دو لڑکے باہم دست و گریبان ہیں اور ارد گرد دیکھنے والوں کا جمگھٹا ہے۔ گلیوں میں کوڑا کرکٹ پڑا ہے۔ کچھ آگے جائیں تو تا حد نگاہ کھانے پینے کا سامان ہے۔ طرح طرح کے کھانے بن رہے ہیں، دھوئیں اٹھ رہے ہیں، خوشبوئیں آ رہی ہیں، لوگ محظوظ ہو رہے ہیں گویا اسی لئے دنیا میں آئے تھے۔ نبی حیران پریشان ہیں کہ یہ میری امت کا معاشرہ ہے۔ میزبان کی گاڑی میں پٹرول ختم ہو جاتا ہے، جیب میں پیسے نہیں ہیں، بینک کا رخ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو سارا نظام سمجھاتے ہیں، وہ نظام جس کی بنیاد سود پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل خاموش ہیں، گویا یہاں سے چلے جانا چاہتے ہیں۔ اس دنیا سے جہاں تقریبا ہر فرد اللہ اور رسول کے ساتھ حالت جنگ میں ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوتا ہے، مؤذن اذان پکار رہا ہے، دکانیں کھلی ہیں، بینک کھلے ہیں، ہوٹل کھلے ہیں۔ سب کچھ معمول کے مطابق چل رہا ہے۔ کچھ صاحبِ توفیق لوگ مسجد کا رخ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد جاتے ہیں۔ آبادی کی کثرت میں تقریباً دو صفیں نمازیوں کی بنتی ہیں۔ جیسے ہی سلام پھیرا جاتا ہے، لوگ باہر کو بھاگتے ہیں۔

تیری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال

جیسے منٹوں میں نمازی آئے تھے، ویسے ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر حزن و ملال کی کیفیت طاری ہے۔ رات ہوتی جا رہی ہے۔ بتیاں جلتی ہیں تو ہر طرف چراغاں کا سماں نظر آتا ہے۔ پوچھا : یہ کیا ہے؟ بتایا ''یہ آپ سے محبت کرنے والے آپ کی ولادت کا جشن منا رہے ہیں''۔ ''میری ولادت کا جشن''! میں نے تو کبھی نہیں منایا نہ ہی حکم دیا۔ میں ابھی بیت المقدس سے آیا ہوں، وہاں پر یہود مسلمانوں کو کچل رہے ہیں، اس مقدس مسجد کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اور یہاں جشن کا سماں ہے۔ کیا اس مسجد کے بارے میں تم لوگوں کا کوئی فرض نہیں! انہی کفار کے نقش قدم پر چل رہے ہو، سالگرہ منا رہے ہو، جیسے انہوں نے عیسیٰ ابن مریم کی منائی، چراغاں کر رہے ہو، جیسے آگ کی پوجا کرنے والے کرتے ہیں۔ کھا رہے ہو، پی رہے ہو، ضائع کر رہے ہو، جبکہ امت کا ایک حصہ بھوک سے مر رہا ہے۔ مسلمان ہو، پر کفر کا نظام قائم کر رکھا ہے۔ میرے نظام سے بھاگتے ہو اور دین میں اضافے کر رہے ہو، کیا تم نہیں جانتے کہ ''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے، پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا، تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں، لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں''۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہے۔ رات تقریبا ساری ہی اللہ کے حضور رو رو کر گزار دیتے ہیں۔ صبح اہل خانہ زیارت کے لئے جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول تشریف لے جا چکے ہیں، کمرہ آپ کی خوشبو سے مہک رہا ہے، بستر پر ایک شکن بھی نہیں، کیونکہ رات اللہ کے حضور آہ و زاری میں گزار دی، امت کے حال نے سونے نہ دیا، جائے نماز پر نظر پڑی تو دیکھا کہ نبی کے آنسوؤں سے تر ہے، نچڑ رہا ہے، دل کا حال سنا رہا ہے۔ سر شرم سے جھکتے چلے گئے، دل شرمندگی اور احساس گناہ سے بھر گئے، لیکن زندگی کا پہیہ! وہ کہاں رکتا ہے۔ وہ پھر سے چل پڑا۔ وہیں سے جہاں رکا تھا سرکار کی آمد کا تصور کرنے، لیکن ایک احساس گناہ دل میں پیدا ہو گیا، گاڑی کا رخ تبدیل کرنے کی خواہش نے جنم لیا، اور حقیقی منزل کی تلاش کی ابتدا ہو گئی۔

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمہ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ تیرا لطف صدا عام رہا ہے
کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گرا ہے
امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دل دادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تری کے مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی صدا ہے
گر دین کو جوکھوں نہیں عزت سے ہماری
امت تری ہر حال میں راضی بہ رضا ہے
ہاں حالیء گستاغ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے
ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

محمد خاور

مسئول شعبہ سوشل میڈیا، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

میرے خدا میری خطا کو معاف کر، میں بے وفا کرنے چلا تیری ثنا
تیری ثنا کے واسطے سوچیں میری، سب دنگ ہیں، الفاظ سب بے رنگ ہیں میں کہہ سکوں گا تجھ سے کیا
میں راہی اک بھٹکا ہوں کرتا رہا سب من کہا تیرے کہے احکام سب میں نے سنے لیکن عمل کر نہ سکا
مجھ پر ہے یہ واجب کہ میں تیرے کہے احکام پر چلنے کی کوشش کروں
پہلے کبھی تنہائی میں اپنی کہوں، تیری سنوں جانوں تجھے مانوں تجھے الغرض پہچانوں تجھے
شاید کہ پھر میں بے وفا اس وصف کے قابل بنوں کہ تیری سب اوصاف پر افکار کی چادر بنوں
پر تب تلک۔۔۔ مجھ کو نہیں یہ حق، کہ میں تیری ثنا کی واسطے الفاظ کے موتی چنوں
میرے خدا میری خطا کو معاف کر میں بے وفا کرنے چلا تیری ثنا

عالمی قافلہ استقامت

امین اللہ معاویہ

فاضل جامعہ الصفہ، معاون شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

فلسطین کا مسئلہ، بالخصوص غزہ کی پٹی میں جاری انسانی بحران، ایک طویل عرصے سے عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتا آرہا ہے۔ اسرائیلی محاصرے نے غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل میں تبدیل کر دیا ہے، جہاں لاکھوں انسان بنیادی سہولیات، ادویات اور خوراک سے محروم ہیں۔ اس صورتِ حال میں بین الاقوامی سطح پر مختلف انسانی حقوق کی تنظیموں اور امن پسند کارکنوں نے ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ انہی کوششوں کا ایک اہم اور مؤثر مظہر ''گلوبل فلوٹیلاز'' کی صورت میں سامنے آیا، جن کا مقصد غزہ کے محصور عوام تک امداد پہنچانا اور اسرائیلی محاصرے کو پرامن طریقے سے چیلنج کرنا ہے۔ ان فلوٹیلاز نے نہ صرف عالمی توجہ اس انسانی المیے کی جانب مبذول کروائی، بلکہ فلسطینی عوام کے ساتھ عملی یکجہتی اور استقامت کی مثالیں بھی قائم کیں۔ یہ مضمون انہی عالمی فلوٹیلاز کی تاریخ، مقاصد، چیلنجز اور اثرات کا جائزہ پیش کرتا ہے۔

تاریخی پس منظر:

غزہ کی مظلوم اور محصور آبادی تک امداد پہنچانے اور اسرائیلی محاصرے کو توڑنے کی کوششیں گذشتہ اٹھارہ برس سے جاری ہیں۔ ان کوششوں میں سب سے نمایاں اور عالمی توجہ حاصل کرنے والا واقعہ 31 مئی 2010ء کو پیش آیا، جب ''فریڈم فلوٹیلا'' (Freedom Flotilla) کے نام سے ایک بین الاقوامی امدادی قافلہ (چھ جہازوں پر مشتمل) بحیرہَ روم کے راستے غزہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس قافلے کا سب سے بڑا جہاز ''ایم وی مرمرہ (Mavi Marmara) ترکی کی ایک فلاحی تنظیم IHH کی ملکیت تھا، اور اس میں دنیا کے مختلف ممالک کے امدادی کارکن، صحافی اور انسانی حقوق کے نمائندے شامل تھے۔ قافلے کا مقصد اسرائیلی محاصرے کو پرامن انداز میں توڑنا اور فلسطینی عوام کو خوراک، دوائیں اور دیگر ضروری اشیا فراہم کرنا تھا۔ یہ قافلہ تقریباً دس ہزار ٹن امدادی سامان کے ساتھ روانہ ہوا، جس کی مالیت دو کروڑ ڈالر سے زائد بتائی جاتی ہے۔ اس قافلے کے بین الاقوامی پانیوں میں داخل ہوتے ہی اسرائیلی بحریہ نے اسے روکنے کی کوشش کی، اور جب قافلہ غزہ سے تقریباً 190 کلومیٹر دور تھا، تو اسرائیلی کمانڈوز نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کشتیوں پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس دوران ''ایم وی مرمرہ'' پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی، جس کے نتیجے میں دس ترک امدادی کارکن شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ بین الاقوامی سطح پر شدید ردعمل کا باعث بنا اور اسرائیلی حکومت پر انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے الزامات عائد ہوئے۔ اس قافلے میں پاکستان کی نمائندگی معروف صحافی طلعت حسین نے کی تھی۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا نہیں تھا۔ اس سے قبل بھی فری غزہ موومنٹ (Free Gaza Movement) جو کہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ جس نے 2008 سے کشتیوں کے ذریعے غزہ تک امداد پہنچانے کی کوششیں شروع کیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے سمندر کے ذریعے اسرائیلی ناکہ بندی کو چیلنج کیا۔ اور اگست 2008 میں شروع ہونے والی کوششوں کے سلسلے میں غزہ میں پانچ کامیاب بحری جہاز بھیجے اور مزید پانچ سفروں کا اہتمام کیا جب اسرائیلی قابض بحریہ نے بے دردی سے روک دیا تھا۔ ایک رپورٹ کے مطابق فری غزہ موومنٹ نے 2008 سے 2016 کے درمیان تقریباً 31 کشتیوں (boats) کی مہمات چلائیں، اور ان میں سے کچھ نے باوجود شدید

اسرائیلی پابندیوں کے غزہ تک پہنچنے میں کامیابی حاصل کی۔ مثلاً پہلی کامیاب فلوٹیلا ''FreeGaza اور Liberty'' نامی دو کشتیاں 23 اگست 2008 کو غزہ پہنچیں۔ یہ دونوں چھوٹی کشتیاں تھیں جن پر 17 ممالک سے 44 سماجی کارکن، صحافی امدادی سامان سمیت غزہ روانہ ہوئے۔ سمندر میں، اسرائیلی بحریہ کے جہازوں نے آدھے سے زیادہ سفر تک انہیں ٹریک کیا، اور کشتیوں کا نیویگیشن سسٹم جام کردیا اور اس میں مداخلت ہوئی۔ البتہ پھر بھی بالآخر دونوں کشتیاں 30 گھنٹے سے زیادہ سمندر میں رہنے کے بعد بحفاظت غزہ پہنچیں تو ساحل پر کھڑے ہزاروں فلسطینیوں نے ان کا استقبال کیا۔ دوسری فلوٹیلا 28 اکتوبر 2008 کو کامیابی سے غزہ کی ساحل پر پہنچی۔ اس بار DIGNITY کا پہلا مشن، ایک نئے بحری جہاز پر سوار تھا، جس میں 12 مختلف ممالک سے 27 افراد سوار تھے، جن میں ڈاکٹرز، انسانی حقوق کے امن کارکن، صحافی اور فلسطینی قانون ساز اور صدارتی امیدوار مصطفیٰ برغوتی اور نوبل انعام یافتہ مائرادا ماگوئیر بھی شامل تھے۔

28 نومبر 2008 میں فری غزہ موومنٹ کے تحت کشتی Dignity نے 24 مسافروں کے ساتھ غزہ کی طرف اپنا دوسرا کامیاب سفر کیا۔ اس مشن میں فری غزہ موومنٹ نے یورپی مہم End the Siege (محاصرہ ختم کرو) کے ساتھ شراکت کی تاکہ غزہ میں ایک ٹن سے زائد طبی سامان پہنچایا جا سکے۔ اس سفر میں انگلینڈ، آئرلینڈ، اسکاٹ لینڈ، ویلز، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ سے تعلق رکھنے والے 11 موجودہ اور سابقہ یورپی پارلیمنٹیرینز شریک تھے۔ ان میں بیرونس جینی ٹونگ (سابق وزیر برائے بین الاقوامی ترقی)، لارڈ نذیر احمد، کلیئر احمد اور دیگر نمایاں شخصیات شامل تھیں۔ یہ تمام افراد اُن 53 یورپی ارکان پارلیمان کا حصہ تھے جنھیں نومبر کے آغاز میں غزہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا۔

اور 19 دسمبر کو، فری غزہ موومنٹ نے قطری فلاحی ادارے کے تعاون سے ایک اور اہم مشن سرانجام دیا۔ اس مشن میں قطر کے دو سفیر بھی شامل تھے، جو کامیابی کے ساتھ غزہ پہنچے۔ اس تاریخی موقع پر قطر پہلا عرب ملک بن گیا جس نے غزہ کی ناکہ بندی کو توڑا۔ قطری سفیروں نے ہسپتالوں، اسکولوں اور شہری مراکز کا دورہ کیا اور غزہ کے ساتھ ایک دیرپا شراکت داری کی بنیاد رکھی۔

اس کشتی میں انسانی حقوق کے تین کارکن بھی شامل تھے جو غزہ میں ہی مقیم رہے۔ ان میں اطالوی کارکن وٹوریو اریگونی بھی شامل تھا، جو اس سے پہلے بھی فری غزہ کے مشن کا حصہ رہ چکا تھا اور ماہی گیروں کے ساتھ کام کرتے ہوئے اسرائیلی بحریہ کے ہاتھوں اغوا اور پھر ملک بدر ہو چکا تھا۔ ایک اور اہم شخصیت لبنانی کارکن نٹالی ابو شاکرہ تھیں، جو فلسطین میں طویل مدتی انسانی حقوق کے کام کے لیے غزہ آنے والی پہلی لبنانی شہری بنیں۔ یوں انہوں نے اس محاصرے کا ایک اور پہلو توڑ دیا جس کے تحت لبنان سے کسی کو فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

اس مشن میں دو اسرائیلی شہری بھی شریک تھے، جن میں نیتا گولن شامل تھیں، جو بین الاقوامی یکجہتی تحریک کی بانیوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ فلسطینی انسانی حقوق کی کارکن لبنا مسروا نے اس مشن کے بارے میں کہا: ''ہم غیر مسلح شہری ہیں جو دوسرے غیر مسلح شہریوں کو اشد ضروری سامان پہنچا رہے ہیں۔ غزہ کو خیرات کی نہیں، بلکہ اس شیطانی محاصرے کے خاتمے کے لیے ایک مسلسل سیاسی جدوجہد کی ضرورت ہے۔'' قطری سفیروں میں سے ایک، الزبے القحطانی نے پُرعزم انداز میں اعلان کیا: ''یہ تو صرف شروعات ہے۔''

فری غزہ موومنٹ کی سرگرمیاں اُس وقت مزید نمایاں ہوگئیں جب 29 دسمبر 2008 کو، غزہ پر اسرائیلی حملوں اور قتل عام کے بعد، Dignity کو ایک ہنگامی امدادی مشن پر روانہ کیا گیا۔ اس مشن میں 3 ٹن سے زیادہ طبی سامان، تین سرجن، قبرصی پارلیمنٹ کی رکن ڈاکٹر ایلینا تھیوہارس، اور امریکی کانگریس کی سابق رکن و گرین پارٹی کی صدارتی امیدوار سنتھیا میک کینی شامل تھیں۔

تاہم، 30 دسمبر کو صبح 6 بجے (UTC) جب Dignity بین الاقوامی پانیوں میں غزہ کے ساحل سے تقریباً 90 میل دور تھی، اسرائیلی بحریہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ کئی اسرائیلی جنگی جہازوں نے انسانی ہمدردی کے اس مشن کو گھیرے میں لیا اور جان بوجھ کر اسے تین مرتبہ ٹکر ماری۔ کشتی کے کپتان ڈینس ہیلی کے مطابق یہ حملہ بغیر کسی انتباہ یا اشتعال کے کیا گیا۔

Dignity (2008) اور Spirit of Humanity (2009) کے مشنوں کو اسرائیلی فوج نے روک دیا اور انہیں واپس جانے پر مجبور کیا۔ 2008 اور 2009 میں ہونے والے ان چھوٹے مشنوں نے عالمی توجہ حاصل کی۔ ان ہی کی کوششوں نے بڑے پیمانے پر 2010 کی غزہ فریڈم فلوٹیلا ''Gaza Freedom Flotilla'' کی راہ ہموار کی، جس میں چھ بڑی کشتیاں شامل تھیں۔ جس پر دنیا بھر کے کارکن، سیاستدان، صحافی اور

امدادی کارکن سوار تھے۔ تاہم 2010ء کے بعد سے اسرائیل نے اپنی پالیسی سخت کرلی، اور ہر قافلے کو بحری حدود میں روکنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ 2011ء تا 2018ء کے دوران کئی کوششیں ہوئیں مگر تمام ناکام رہیں۔ اس کے باوجود ''شپ ٹو غزہ''، ''فریڈم فلوٹیلا کولیشن'' اور دیگر تنظیموں نے فلوٹیلاز کے ذریعے مسلسل انسانی ہمدردی کا پیغام دنیا کو پہنچایا۔ ہر مرتبہ ان فلوٹیلاز نے نہ صرف امدادی سرگرمیوں کو فروغ دیا، بلکہ دنیا کو فلسطین کے بحران کی یاددہانی بھی کرائی۔ (نوٹ: مزید تفصیلات فری غزہ موومنٹ کے ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائے۔)

یہی جذبہ رواں سال 2025ء میں ایک نئی اور کہیں زیادہ منظم و مربوط شکل میں سامنے آیا۔ جب دنیا کے درجنوں ممالک نے متحد ہوکر ''گلوبل صمود فلوٹیلا (Global Sumud Flotilla)'' کا اہتمام کیا۔ یہ مہم کئی عالمی تنظیموں کے اشتراک سے شروع کی گئی، جن میں نمایاں نام درج ذیل ہیں: فریڈم فلوٹیلا اتحاد (Freedom Flotilla Coalition)، عالمی تحریک برائے غزہ (Global Movement to Gaza)، مغرب صمود فلوٹیلا (Maghreb Sumud Flotilla) یہ تمام تحریکیں خصوصاً 2023ء کے بعد اسرائیلی جارحیت، غزہ پر جاری شدید بمباری، اور انسانی المیے کے پس منظر میں مزید فعال ہوگئیں۔ ''گلوبل صمود فلوٹیلا'' ان تمام کوششوں کی عکاس ہے، اور اپنی نوعیت کا اب تک کا سب سے بڑا، منظم اور بین الاقوامی حمایت یافتہ انسانی قافلہ ہے، جس کا مقصد غزہ کے مظلوم عوام سے یکجہتی کا اظہار، امداد کی فراہمی اور اسرائیلی محاصرے کے خلاف پرامن مزاحمت تھا۔ ''صمود'' عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے ''استقامت'' یا ''ثابت قدمی'' جو فلسطینی عوام کے عزم اور جدوجہد کی علامت بن چکا ہے۔ یہ قافلہ نہ صرف حجم میں سب سے بڑا تھا، بلکہ تنظیمی سطح پر بھی ماضی کی تمام کوششوں سے بڑھ کر تھا۔ درجنوں جہاز، سینکڑوں رضاکار، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اور بڑی مقدار میں امدادی سامان لے کر یہ فلوٹیلا غزہ کی جانب گامزن ہوا تھا۔ یہ قافلہ نہ صرف ایک امدادی مشن، بلکہ انسانی ضمیر کی بیداری کی علامت بنا۔ یہ عالمی برادری کے لیے ایک یاددہانی تھی کہ غزہ اب بھی محاصرے میں ہے، اور وہاں کی عوام کو عالمی یکجہتی، توجہ اور عملی مدد کی ضرورت ہے۔ گلوبل صمود فلوٹیلا درحقیقت ایک پکار تھی: انصاف، امن اور انسانی وقار کی۔

گلوبل صمود فلوٹیلا 2025ء کا تعارف:

گلوبل صمود فلوٹیلا 2025ء انسانیت کا ایک عالمی قافلہ، جو مذہب کی سرحدوں سے ماورا تھا۔ یہ قافلہ ایک باقاعدہ، مرحلہ وار بین الاقوامی شہری مہم تھی، جس کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ وہ غزہ پر جاری اسرائیلی ظالمانہ محاصرے کو چیلنج کرے، بلکہ اس کا بنیادی ہدف انسانی ہمدردی، امدادرسانی، اور عالمی ضمیر کو بیدار کرنا بھی تھا۔ یہ فلوٹیلا مذہبی تفریق سے بالاتر ایک عالمی انسانی مشن تھا۔ اس قافلے کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں صرف مسلمان شریک نہیں تھے، بلکہ اس میں شامل افراد کا تناسب تقریباً ساٹھ فیصد غیر مسلم اور چالیس فیصد مسلمان افراد پر مشتمل تھا۔ یہ اس بات کی روشن دلیل تھی کہ فلسطینی کاز اور غزہ کے عوام کی حمایت کسی ایک مذہب کا نہیں، بلکہ پوری انسانیت کا مقدمہ ہے۔ فلوٹیلا کی ساخت چار مختلف جغرافیائی خطوں کے قافلوں پر تھی: فریڈم فلوٹیلا (Freedom Flotilla) یورپی ممالک کے کارکنان پر مشتمل مرکزی قافلہ، جو اسپین کے شہر بارسلونا سے سمندری راستے روانہ ہوا۔ مغربی صمود فلوٹیلا: شمالی افریقہ کے ممالک جیسے مراکش، الجزائر، لیبیا، اور تیونس کے شہریوں پر مشتمل قافلہ۔ گلوبل عرب فلوٹیلا: بحرین، کویت، عمان، قطر، اردن اور دیگر عرب ممالک کے نمائندگان پر مشتمل۔ صمود نوسانتارا (Sumud Nusantara) جو قافلہ اگرچہ ملائیشیا سے منسلک تھا، لیکن اس میں پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، مالدیپ اور کئی ایشیائی ملکوں کے نمائندے شامل تھے۔ یورپی قافلہ بارسلونا سے سمندر کے ذریعے تیونس کے لیے روانہ ہوا، جب کہ دیگر تین قافلے ہوائی جہازوں کے ذریعے تیونس میں آکر جمع ہوئے۔ تیونس میں تمام شرکا کو باقاعدہ تربیت، مشاورت، اور حکمت عملی سے آگاہی دی گئی۔ اس کے بعد، جب مرکزی فریڈم فلوٹیلا تیونس میں آن ملا، تو یہ تمام قافلے بحیرۂ روم کی موجوں کو چیرتے ہوئے ایک عظیم اتحاد کی شکل میں غزہ کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ روانگی 31 اگست 2025ء کو بارسلونا سے شروع ہوئی۔ مختلف بندرگاہوں جیسے یونان، اٹلی اور تیونس سے مزید جہاز اس قافلے کا حصہ بنتے گئے، یہاں تک کہ یہ صرف کشتیوں کا قافلہ نہیں رہا، بلکہ ایک متحد انسانیت کا عالمی کارواں بن چکا تھا۔ تیونس سے یہ قافلہ 10 ستمبر سے روانہ ہوا اور ستمبر کے آخر تک، اکثر کشتیاں غزہ کی سمندری حدود کے قریب پہنچ چکی تھیں، جہاں سے یہ مہم اپنے آخری اور سب سے نازک مرحلے میں داخل ہوئی۔ اس فلوٹیلا کی وسعت اور اثر انگیزی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں 44 ممالک کے نمائندگان، 50 سے زائد جہازوں اور کشتیوں پر سوار تقریباً 500 افراد شامل تھے، جن میں انسانی حقوق کے

کارکنان، سیاست دان، صحافی، ڈاکٹر اور مختلف شعبوں سے وابستہ افراد شامل تھے۔
اس عظیم قافلے میں کچھ نمایاں عالمی شخصیات بھی شریک تھیں: سویڈن کی ماحولیاتی کارکن گریٹا تھنبرگ، نیلسن منڈیلا کے پوتے منڈلا منڈیلا اور پاکستان سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان کی سربراہی میں 6 رکنی وفد۔ گلوبل صمود فلوٹیلا 2025ء اپنے حجم، تنظیمی مہارت، بین الاقوامی ہم آہنگی، اور انسانیت پر مبنی واضح پیغام کے سبب ماضی کی تمام فلوٹیلاز سے زیادہ منظم، زیادہ جامع، اور زیادہ مؤثر قرار دی جا رہی ہے۔ یہ قافلہ صرف امدادی سامان لے کر نہیں نکلا، بلکہ پوری دنیا کو یہ بتانے نکلا تھا کہ ظلم کے خلاف اٹھنے والی آواز، مذہب، نسل اور سرحدوں کی پابند نہیں ہوتی، یہ انسانیت کی طرف سے انسانیت کے لیے اٹھتی ہے۔

بنیادی مقاصد:

گلوبل صمود فلوٹیلا کا مقصد صرف امداد کی ترسیل نہیں، بلکہ اس کے پیچھے ایک واضح اور وسیع تر انسانی، سیاسی اور اخلاقی نصب العین کارفرما ہے۔ اس مشن کے چند نمایاں مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ غزہ کے محاصرے کو چیلنج کرنا: فلوٹیلا کا سب سے پہلا اور بنیادی ہدف اسرائیل کی جانب سے غزہ پر مسلط کیے گئے غیر قانونی محاصرے کو چیلنج کرنا ہے، جو 2007ء سے جاری ہے۔ اس محاصرے نے غزہ کے عوام کو خوراک، ادویات، تعمیراتی سامان اور دیگر بنیادی اشیائے ضرورت سے محروم کر رکھا ہے۔ فلوٹیلا کے ذریعے ایک علامتی اور عملی کوشش کی جا رہی تھی کہ تمام بحری، بری راستوں کو کھولا جائے تاکہ عالمی انسانی امداد براہِ راست غزہ تک پہنچ سکے۔

2۔ انسانی امداد کی فراہمی: قافلے میں شامل کشتیاں اور جہاز کافی مقدار میں خوراک، دوائیں، صاف پانی، طبی آلات اور ضروری امدادی سامان لے کر جا رہے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ محصور غزہ کے مظلوم شہریوں کی فوری ضروریات کو پورا کیا جا سکے، خصوصاً ان حالات میں جب ہسپتال تباہ، بجلی غائب اور پینے کا پانی ناپید ہو چکا ہے۔

3۔ عالمی شعور کی بیداری: یہ قافلہ ایک زندہ اور متحرک پیغام تھا، جو دنیا کو فلسطینیوں کی حالتِ زار، اسرائیلی ظلم و ستم، اور مسلسل محاصرے کے خلاف خبردار کرتا ہے۔ فلوٹیلا کا ہر قدم عالمی میڈیا، انسانی حقوق کے اداروں، اور بین الاقوامی عوامی رائے کو ایک بار پھر بیدار کرنے کی کوشش ہے۔

4۔ عالمی یکجہتی کا مظاہرہ: فلوٹیلا میں 44 سے زائد ممالک کے کارکن، صحافی، سیاست دان، ماہرین قانون، ڈاکٹرز اور رضا کار شریک ہوئے تھے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فلسطینی مسئلہ صرف مشرقِ وسطیٰ کا نہیں، بلکہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے، اور دنیا بھر کے باشعور لوگ اس کے ساتھ کھڑے ہیں۔

5۔ پرامن، غیر مسلّح کارروائی: فلوٹیلا کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا پرامن اور غیر مسلّح ہونا ہے۔ اس مہم میں شامل کوئی شخص اسلحہ بردار نہیں تھا، اور نہ ہی اس کا مقصد کسی جنگ کا حصہ بننا تھا۔ یہ مکمل طور پر ایک قانونی، اخلاقی، اور انسان دوست اقدام تھا، جو ظلم کے خلاف مزاحمت کی ایک پُرامن مثال بنا۔

نیز: گلوبل صمود فلوٹیلا کے مقاصد میں سب سے اہم اور بنیادی ایک مقصد یہ بھی شامل تھا کہ فلسطینی عوام کے خلاف جاری انسانی قتلِ عام کو روکنے کے لیے عالمی توجہ مبذول کرائی جائے اور فوری حفاظت فراہم کی جائے۔ اور اس مہم کے ذریعے زخمیوں، بے گھر لوگوں اور شہری ہلاکتوں کو روکنے کے لیے عملی امداد، بین الاقوامی دباؤ اور حقِ انسانی کے تقاضوں کو آواز دے کر ظلم کی کڑیاں توڑنے کی کوشش کی گئی۔

اسرائیلی رد عمل اور درپیش چیلنجز:

گلوبل صمود فلوٹیلا کی روانگی کے ساتھ ہی اسرائیل کی جانب سے شدید رد عمل سامنے آیا۔ اسرائیل ان قافلوں کو ''سکیورٹی خطرہ'' قرار دیتا ہے اور ماضی کی طرح اس بار بھی اس نے واضح اعلان کیا کہ وہ کسی بھی غیر مجاز جہاز کو غزہ کی جانب جانے کی اجازت نہیں دے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ماضی میں بیشتر فلوٹیلاز کو اسرائیلی بحریہ نے سمندری حدود میں ہی روک لیا، شریک افراد کو گرفتار کیا یا ملک بدر کر دیا تھا۔
2025ء میں روانہ ہونے والے حالیہ قافلے کے بارے میں اسرائیل کا رویہ شروع ہی سے خاصا جارحانہ دکھائی دے رہا تھا۔ کیونکہ اس فلوٹیلا کے قافلے

کے کئی جہاز اور کشتیاں ڈرون حملوں کا نشانہ بنے، خاص طور پر یونانی پانیوں اور ساحلی علاقوں کے قریب۔ 8 ستمبر کو ایک جہاز تونس کے ساحلی پورٹ پر ڈرون حملے کا شکار ہوا۔ 9 ستمبر کو پرتگالی پرچم بردار ایک جہاز کو تیونسی پانیوں میں نشانہ بنایا گیا۔ اور اسی طرح یونان کے قریب بھی کئی حملوں کی اطلاعات ملی تھی، جن میں کشتیوں کو معمولی نقصان پہنچا، لیکن کسی بڑے جانی نقصان کی تصدیق نہیں ہوئی۔ پاکستانی سینیٹر زمشتاق احمد صاحب جو کہ اس قافلے میں پاکستانی وفد کے سربراہی کر رہے تھے، ان کے ایک ویڈیو پیغام کے مطابق ایک رات پندرہ ڈرون اٹیکس کیے گئے جس سے قافلے کی سات کشتیاں متاثر ہوئی۔ اور اس بحری کٹھن سفر کے دوران تقریباً ہر رات اسرائیلی ڈرونز قافلے کے اوپر مسلسل پروازیں کر کے قافلے کے اراکین کو خوف زدہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہیں۔ یہ قافلہ دشمن کی صرف مزاحمت ہی نہیں سہہ رہا تھا، بلکہ قدرتی آفات بھی اس کی راہ میں آتی رہیں۔ سمندری طوفانوں، خراب موسم، فنی مسائل جیسے انجن رومز میں پانی بھر جانا یا کشتیوں کا رک جانا، یہ سب مشکلات سامنے آئیں۔ کئی بار یونانی پانیوں میں کشتیوں کو وقتی مرمت کی ضرورت پیش آئی، مگر قافلے نے ہمت نہیں ہاری، اور اپنا سفر جاری رکھا۔ اکتوبر کی بالکل ابتدا میں جب قافلہ ''ہائی رسک زون'' میں داخل ہوا، اسرائیلی نیوی نے آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کی۔ اور اس نے یہ تجویز بھی دی کہ امدادی سامان کو غزہ کے بجائے اسرائیلی اشدود بندرگاہ پر اتارا جائے، مگر قافلے کی قیادت نے اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے براہِ راست غزہ پہنچنے کے عزم کو دہرایا۔ اور بالآخر، 2 اکتوبر کو، جب قافلہ غزہ کے سمندری پانیوں میں داخل ہونے ہی والا تھا، اسرائیلی نیوی نے سخت کارروائی کرتے ہوئے چالیس سے زائد کشتیوں پر قبضہ کر لیا اور درجنوں اراکین کو گرفتار کر لیا۔ یہ منظر صرف ایک قافلے کو روکنے کا نہیں تھا، یہ اس عزم کو کچلنے کی کوشش تھی جو انسانیت کے لیے بلند ہوا، یہ صرف کشتیوں کو روکنے کا معاملہ نہ تھا، بلکہ اُس آواز کو دبانے کی سازش تھی جو مظلوموں کی حمایت میں اُٹھی تھی۔ لیکن اسرائیل بھول گیا تھا کہ قافلے روکے جا سکتے ہیں، مگر جذبے نہیں۔ کشتیوں کو قید کیا جا سکتا ہے، مگر ارادوں کو نہیں۔ آوازیں دبائی جا سکتی ہیں، مگر سچ کو خاموش نہیں کیا جا سکتا۔

پانیوں پر لکھا گیا ایک پیغامِ انسانیت :

گلوبل صمود فلوٹیلا 2025ء محض ایک پرامن انسانی مہم نہیں تھی، بلکہ یہ ایک بھرپور، جرأت مندانہ اور زوردار پیغام تھا — ایک ایسا پیغام جو دنیا کے ہر باضمیر انسان کو یاد دلاتا ہے کہ غزہ آج بھی محصور ہے، اور وہاں کے لوگ آج بھی انصاف، خوراک اور بنیادی طبی سہولیات سے محروم ہیں۔ اگرچہ ماضی کی طرح اس بار بھی قافلے کو زبردستی روک دیا گیا، اور اس کے اکثر اراکین گرفتار کر لیے گئے، لیکن اس کی پرامن مزاحمت اور ثابت قدمی نے فلسطینی جدوجہد کو ایک بار پھر عالمی ضمیر کے دہلیز پر لا کھڑا کیا ہے۔ یہ قافلہ اگرچہ اپنی منزل ''غزہ'' تک نہ پہنچ سکا، مگر یہ دنیا کے لاکھوں انسانوں کے دلوں تک ضرور پہنچا۔ جہاں اس نے امید، ہمدردی، اور استقامت کی ایک نئی لہر پیدا کی۔

یہ قافلہ صرف امدادی کشتیوں کا مجموعہ نہ تھا۔ یہ ایک گونج تھی - ایک پکار، جو انسانی ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لیے نکلی تھی۔ یہ محض ایک علامتی سفر نہیں، بلکہ ایک ایسا پرامن اور جرأت مندانہ پیغام تھا جو پوری دنیا کو یہ یاددہانی کراتا ہے کہ غزہ ابھی زندہ ہے، مگر محصور ہے۔ اور اس کی فضائیں آج بھی انصاف، آزادی اور انسانیت کی متلاشی ہیں۔ اگرچہ اسرائیلی محاصرہ، فوجی طاقت اور سمندری دیواریں اس قافلے کی راہ میں آ گئیں، مگر اس فلوٹیلا کی پرامن استقامت اور بین الاقوامی یکجہتی نے ایک بار پھر فلسطینی مظلومیت کو پوری شدت کے ساتھ عالمی منظر نامے پر اجاگر کر دیا۔ یہ قافلہ اس بات کا اعلان تھا کہ جب انسانیت کی کشتی، ضمیر کے بادبانوں سے چلتی ہے، تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے روکنے میں ناکام رہتی ہے۔ یہ قافلہ انصاف کا کارواں تھا، یہ ضمیر کی روشنی لیے امید کا چراغ تھا، جو اندھیروں کے سمندر میں روشنی کی ایک لہر بن کر اُبھرا۔ یہ قافلہ ختم نہیں ہوا، یہ ایک آغاز ہے - آنے والی نسلوں کے لیے ایک نشانی : کہ کچھ راستے انصاف کی تلاش میں طے کیے جاتے ہیں، کچھ کشتیاں انسانیت کے نام پر روانہ کی جاتی ہیں، کچھ قافلے صرف ساحل پر نہیں، ضمیروں پر پہنچتے ہیں۔ یہ محض ایک لمحاتی جدوجہد نہیں، بلکہ ایک ایسا روشن پیغام ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے حوصلے، ہمدردی اور حق گوئی کا مستقل نشان بن جائے گا۔

جو ظلم کے اندھیروں میں چراغ جلاتے ہیں
وہی لوگ تاریخ کے صفحے سنوارتے ہیں

دل سوز سے خالی ہے

ام محمد

آج جب کلاس میں سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ جاری تھا، اور انصار اور مہاجرین کی مواخات کا تذکرہ ہو رہا تھا، تو میرا ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔ ہزاروں میل دور- دل وہاں دھڑک رہا تھا، جہاں کبھی جانا بھی شاید ممکن نہ ہو۔ انصار نے اپنا سب کچھ اپنے بے گھر بھائیوں کی خاطر قربان کر دیا۔ گھر، مال، ہر چیز کے دروازے مہاجرین کے لئے کھول دئے۔ جب سکول میں تھے تو ایثار کی تعریف پڑھی تھی ”:اپنی ضرورت قربان کر کے دوسرے کی مدد کرنا“ ایسا ہی کیا تھا انصارِ مدینہ نے۔ جسدِ واحد ہونے کی بہترین مثال قائم کی۔

آج ہم کہاں کھڑے ہیں، ہمارے جسم کا ایک حصہ زخموں سے چور ہے۔ یہ ہمارا دایاں ہاتھ ہے، ہمارا ہر فرض ادا کرتا ہے، ہمارے لشکر کا جھنڈا اس ہاتھ نے اٹھا رکھا ہے، اور دشمن نے ہمارے اس ہاتھ کو اس مضبوطی سے باندھ دیا کہ یہاں خون کی گردش رک گئی، پورا ہاتھ رفتہ رفتہ نیلا پڑتا گیا۔ اور ہم بجائے اس کے کہ پورے وجود سے دشمن کی میلی آنکھ پھوڑ ڈالتے، اس کا خونی ہاتھ توڑ ڈالتے، اس کا سر کچل ڈالتے، ہم بازو ڈھیلے کئے، تن من دھن دشمن کے حوالے کئے بیٹھے ہیں۔ جانتے بھی ہیں ہم، یہ ہمارا علم بردار ہاتھ اگر کٹ گیا، تو ہمارے اور کسی حصے میں سیدنا جعفر طیار والی طاقت نہیں کہ وہ امت کا پرچم بلند کر سکے۔ یہی ایک کار آمد عضو ہے ہمارا۔ باقی سارا جسم مفلوج ہے۔ ہماری تو نیندیں حرام ہو جانی چاہئیں تھیں، ہم عورتیں، تو روٹی بناتے، آٹا گوندھتے، وہ آٹے میں سفید ہوئے مبارک جسد، اور وہ خون سے رنگی آٹے کی بوریاں، وہ ہماری نظروں میں گھومنی چاہئیں۔ لیکن پتا نہیں کون سا زہر ہمیں پلایا گیا ہے جس سے ہم اتنے بے حس ہو گئے ہیں، ہم کھاتے بھی ہیں اور جی بھر کر کھاتے ہیں۔ پہنتے اوڑھتے بھی ہیں اور بے دریغ پہنتے اوڑھتے ہیں۔ سوتے بھی ہیں اور گھوڑے بیچ کر سوتے ہیں۔ کیا ہمارا ذمہ ہمارے بھائیوں پر سے ختم ہو گیا، اگر وہاں سب امداد کے راستے بند ہیں، کیا ہم خواتین، ان کا دکھ، ان کا درد اپنے اندر پیدا کر کے اپنی اولاد کے اندر ہنگامی بنیادوں پر منتقل کرنے کا کام کر رہی ہیں۔

ہمارا افسوس ابھی بھی غزہ نہیں تو کب ہوگا! بھوک سے بلکتے بچوں نے تو مشرکین مکہ کے دل بھی دہلا دیے تھے اور انہوں نے شعب ابی طالب کی مخالفت کر کے اس کے خاتمے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا ہمیں بھوک سے بلکتے یہ امت کے بہترین لوگ صحابہ کے درجے کو چھوتے ایمان والے لوگ، یہ نظر نہیں آتے۔ ان کی بھوک ہمیں کلک نہیں دیتی، ہماری نیندیں نہیں اڑاتی، ہماری بھوک نہیں مارتی۔ اگر نہیں، تو پھر ہمیں ڈرنا چاہیے اللہ کی پکڑ سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زلزلوں، سیلابوں کے ذریعے قدم قدم پر جھنجوڑ رہے ہیں، لیکن ہم ہیں کہ مست مگن ہیں اپنی دھن میں۔ ہم کب جاگیں گے!!

ہم دینی طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین ہیں، ہمیں اپنے گھر، اپنی اولادوں پر ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جو فرض اللہ نے دیا ہے، ہم اسے ہلکا نہ لیں، یہی سب سے بڑا کام ہے۔ اپنے خلیفہ کی ساخت کے لیے، امت کے مستقبل کو پروان چڑھانے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ پر نہیں، عورت کے تحمل، پیار، محبت، برداشت پر بھروسا کیا ہے۔ اگر ہماری اولادیں مستقبل میں اس شر کے خلاف قوت بننے کے قابل نہیں بنتیں، تو ہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا سامنا کیسے کریں گے۔

خدارا اپنے فرض کو، اپنی ذمہ داری کو، emergency service کو ہلکا نہ لیں۔ ایک ماں کی نظر سے غزہ کے بچوں کی تصاویر دیکھیں۔ اپنے بچوں کو وہاں رکھ کر سوچیں۔ یہ آگ صرف ظاہری نہیں، باطنی بھی ہے۔ اور باطنی طور پر ہم سب اس کی لپیٹ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت عطا فرمائے۔

ہو سکتا ہے میری یہ باتیں کسی کو extreme لگیں لیکن میں بے بس ہوں یہ سب سوچنے پر، مجھے غزہ کے ہر بچے کی تصویر میں اپنے بچے نظر آتے

ہیں، یہی درد ہم نے اپنے بچوں کو بھی دینا ہے۔ یہ جوامت قحط الرجال کا شکار ہے، اس کی وجہ اسی درد سے خالی ہونا ہے۔

دل سوز سے خالی ہیں، نگاہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

آج میں نے غزہ کی ایک بچی دیکھی، 6 سال عمر۔ 4 کلو وزن۔ سوچ سکتا ہے بندہ۔ لکھا تھا خاموش پڑی رہتی ہے، پہلے بھوک سے روتی رہتی تھی لیکن اب اتنی طاقت بھی نہیں رہی کہ رو ہی سکے۔ بیچاری ماں گود میں اٹھائے بیٹی کے مرنے کا انتظار کر رہی ہے، اور پوری امت مست ہے اپنے حال اور اپنے مال میں۔ خبر تھی کہ غزہ قحط کے پانچویں مرحلے میں داخل ہو چکا ہے یعنی اب اگر کھانے کو مل بھی جائے تو اکثر لوگ بھر بھی مر جائیں گے یا پھر یہ بھوک کوئی نا کوئی مستقل خرابی ان کے جسم میں پیدا کر دے گی۔ کیا ہم مالی طور پر بھی وہ کر رہے ہیں جو ہمیں کرنا چاہیے، ایثار تو بہت ہی دور کی بات ہے، ہم تو زائد از ضرورت بھی دینے سے کتراتے ہیں۔ یا شاید ہم میڈیا کے تیر باہدف کے نتیجے میں desensitized ہو چکے ہیں۔ اتنا کہ ہمیں فرق ہی نہیں پڑتا۔ ہم اللہ کو منہ دکھانے کے لائق ہیں۔

سیدہ عرشیہ حسن

طالبہ رجوع الی القرآن کورسال

اے ذات! باکمال و نشان
میں وہی خاک ہوں جسے تیرا نور گھر بنانے چلا ہے
کوئی لفظ جو یارب کہہ کر لرزے
ہر سبحان اللہ اک درخت بنے
ہر درود جو محمد پر بھیجا میرے در دیوار کو مہکا دے
اے وہ ذات! جس کے بغیر میں کچھ نہیں
اگر میں یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ دوں
اگر میں مسکین کو پانی پلاؤں
مجھے وہ صبر دے جو حسین رضی اللہ عنہ کا ہو
میری نماز علی رضی اللہ عنہ کے سرور جیسی ہو
میں وہی خاموشی ہوں جو جھگڑوں کو جنت کی سیڑھی بناتی ہے
تو بس میری ہر نیکی کو اک اینٹ بنا دے
اس گھر میں جس کی چھت تیرا قرب ہے

جس کی خوشبو ہر سجدے میں بس جائے
کوئی سجدہ جو دل سے نکلے، کوئی آنسو جو تیرے عشق میں بہے
وہی تو اینٹیں ہیں میرے جنتی آشیانے کی
اور ہر الحمد للہ اک کھڑکی جو تیرا جمال دکھا دے
اور ہر خاموش معافی میرے آنگن میں بخشش کی ہوا چلائے
میں وہ فقیر ہوں جو صرف تیرے نام پر امیر ہے
تو یہ میرا ہاتھ نہیں تیری رضا کی چھاؤں ہے
تو یہ میرا پیالہ نہیں تیرا ظرف کا حصہ ہے
وہ شکر دے جو زینب رضی اللہ عنہا کے آنسو میں چھپا ہو
میرا وضو تیری یاد کی بارش میں بھیگا ہو
میں وہی لب ہو جو تیری حمد سے جنت کو بساتی ہیں
اور جب یہ سب مکمل ہو جائے تو مجھے بلا لے
اور روشنی تیراہ مہرہ۔ آمین یارب العالمین

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس میں 34 حضرات اور 24 خواتین جبکہ آن لائن شرکت کرنے والوں کی تعداد : 40 ہے۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' (استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے موضوع پر ایک خصوصی لیکچر منعقد ہوا۔

ماہِ رواں بمؤرخہ 18 ستمبر 2025ء بروز جمعرات مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تمام شعبہ جات (حفظ، قاعدہ، ناظرہ) میں ششماہی امتحانات کا انعقاد ہوا۔ شعبہ حفظ بنین کے امتحان کے لیے مسجد خدیجہ (ڈیفنس) سے اساتذہ کو بطور ممتحن مدعو کیا گیا، جبکہ بنات میں ادارے کے اساتذہ نے ممتحن کے فرائض انجام دیے۔ نتائج کا اعلان ماہِ اکتوبر کے پہلے ہفتے میں والدین واساتذہ ملاقات کے پروگرام میں کیا جائے گا۔

مؤرخہ 26 ستمبر 2025ء بروز جمعہ شعبہ حفظ (بنین وبنات) کے طلبہ واساتذہ کو پکنک کے لیے السراج فارم ہاؤس لے جایا گیا۔ السراج کے دو فارم ہاؤس سپر اور رائل مختص کیے گئے جن میں بچوں اور بچیوں نے علیحدہ علیحدہ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

مؤرخہ 13 ستمبر 2025ء سے ہفتہ وار ''ایکٹیوویک اینڈ'' کورس کا آغاز کیا جاچکا ہے۔ یہ کورس کلاس ششم سے کلاس دہم (11 تا 16 سال کی عمر) کے طلبہ کے لیے ہر ہفتے کے دن صبح 10:30 تا دوپہر 12:30 بجے منعقد ہو رہا ہے۔ اِس کورس میں شرکا کو ''مطالعہ قرآن حکیم کا حصہ دوم''، ''اسپیشل لیکچرز''، ''مسنون دعائیں'' اور ''طہارت ونماز کے مسائل'' سکھانے کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں کے لیے بھی وقت دیا جاتا ہے۔

شعبہ خواتین میں ماہِ اگست 2025ء سے روزانہ سہ پہر 3:00 تا 5:00 بجے مختصر دورانیے کے مختلف دینی کورسز جاری ہیں۔

مؤرخہ 20 ستمبر 2025ء سے بچیوں کے لیے ہفتہ وار Young Muslimah کورس کا انعقاد کیا جا رہا ہے، جس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ خطاطی، آرٹ اینڈ کرافٹ وغیرہ کے لیے بھی تعلیم ومشق کا وقت مختص کیا گیا ہے۔

رواں ماہ مسجد میں پہلا اور تیسرا جمعہ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، دوسرا اور چوتھا جمعہ امیر محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

دوران ماہ مسجد میں صرف ایک نکاح کی تقریب منعقد ہوئی۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں 42 حضرات اور 94 خواتین، رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن بی) میں 23 حضرات اور رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 25 حضرات اور 14 خواتین شرکت کر رہے ہیں۔

رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے، بی) کے تحت ''میرا گھر میری ذمہ داری'' (استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب) اور ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' (استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے موضوعات پر لیکچرز منعقد ہوئے۔

حلقات و دورات دینیہ کے تحت اس وقت ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی (سنڈے)''، ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی (فیملی کورس)''، ''مطالبات قرآن''، ''خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)''، ''دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)''، ''مطالعہ حدیث (اتوار)''، ''تربیت برائے خادمین''، ''مختصر درس حدیث (اہل محلہ/نمازی حضرات بعد نماز عصر از طلبہ پارٹ 2)''، ''نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر اہل محلہ/نمازی حضرات از طلبہ پارٹ 1 سیکشن A- B اور پارٹ 2)''، ''حلقہ سیرت النبی ﷺ''، ''قصص النبیین''، ''دراسات دینیہ سال اول و دوم''، ''تجوید القرآن (سہ پہر)''، ''سلسلہ وار ترجمہ قرآن''، ''علم و عمل کورس (طالبات درجہ اول، دوم و سوم)، طلبہ''، ''قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل''، ''احکام و مسائل و طہارت و نماز (خواتین)''، ''تذکیر بالقرآن کورس برائے خواتین''، اور ''قرآن فہمی کورس زیر اہتمام تنظیم اسلامی یاسین آباد'' جاری ہے، جس میں اوسط تعداد 629 کے قریب ہوتی ہے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت درجہ حفظ میں 95 طلبہ اور درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 22 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جب کہ مدرسۃ البنین والبنات میں (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 175 طلبہ و طالبات اور درجہ ناظرہ میں 104 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ علاوہ ازیں مغرب تا عشاء حلقہ میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 20 ہے۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت رواں ماہ پہلا جمعہ ''بعد از خدا بزرگ توئی ﷺ'' (محترم سید سلیم الدین صاحب)، دوسرا جمعہ ''نبی اکرم ﷺ سے فکری، قلبی اور عملی تعلق'' (محترم محمد ارشد صاحب)، تیسرا جمعہ ''دجال اور علامات قیامت حصہ اول'' اور چوتھا جمعہ اس ہی کا ''حصہ دوم'' (محترم عاطف محمود صاحب) نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

مسجد میں تین نکاح کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب نصاب (تفصیلی ویڈیوز) حصہ سوم کے سلسلہ وار دروس میں سے درس نمبر (13) بعنوان ''اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام'' پارٹ 1 تا 6 (والدین کے ساتھ حسن سلوک، زنا اور اس کا سدِ باب اور اسلام کی سماجی اور معاشرتی اقدار) کی فورمیٹنگ، ترمیم و ترتیب اور تصحیح مکمل کی گئی۔

آئینہ انجمن ماہ ستمبر تیار کیا گیا۔ آئینہ انجمن ماہ ستمبر کے شمارے کی مکمل نظر ثانی و تصحیح کی گئی۔ علاوہ ازیں آئینہ انجمن کے لیے ''مطالعۂ سیرت نبوی ﷺ: اہمیت وافادیت'' کے عنوان سے تفصیلی مضمون تیار کیا گیا۔

نیز میرا گھر میری ذمہ داری لیکچرز ششم کی ایڈیٹنگ اور پیغام قرآن کے تحت سورۃ الممتحنۃ کی کمپوزنگ جاری ہے۔

شعبہ سوشل میڈیا کے تحت درج ذیل امور سر انجام دیے گئے: ''پروگرام نگران انجمن (بمقام شمیم گارڈن)''، ''خطباتِ سیرت النبی ﷺ (بمقام قرآن اکیڈمی یاسین آباد)'' اور ''پکنک 2025 (کوریج)''، ''اتحادِ امت اور پاکستان کی سالمیت کے موضوع پر کراچی میں نگران انجمن کے مختلف پروگرامات''، ''نگران انجمن کا دورہ حیدر آباد''، ''خطباتِ سیرت النبی ﷺ (بمقام یاسین آباد)''، ''قرآن اکیڈمی LMS Website پرومو'' اور ''غسل و تکفین میت (پروموز)''۔

جبکہ ''خطباتِ سیرت شرکا تاثرات (03)''، ''نگران انجمن خطاب شارٹ کلپس اتحاد امت اور پاکستان کی سالمیت (9)'' اور ''صدرِ موسس شارٹ کلپس متفرق (20) تیار کیے گئے''۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال 26-2025 میں 25 حضرات اور 45 خواتین تسلسل کے ساتھ کورس میں شریک ہیں۔ دوران ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''میرا گھر میری ذمہ داری'' (صدر انجمن نعمان اختر صاحب) اور ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' (استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے دروس ہوئے۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی للبنین والبنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ 48 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 101 طلبہ اور شعبہ بنات میں 125 طالبات جبکہ بڑی عمر کی خواتین کی ناظرہ قرآن میں 25 خواتین زیرِ تعلیم ہیں۔

شعبہ ناظرہ اور شعبہ حفظ میں ایک ایک طالب علم نے ناظرہ قرآن اور تکمیل قرآن کی سعادت حاصل کی، اور ایک طالب علم درجہ ناظرہ سے درجہ حفظ میں منتقل ہوئے۔

شعبہ حفظ میں ''فضائلِ حفظ قرآن'' کے موضوع پر تربیتی لیکچر اور دو بزم منعقد ہوئے جس میں بچوں نے احادیث، نعت شریف اور تقاریر پیش کیں۔ اسی طرح شعبہ بنات میں درجہ قاعدہ کی طالبات کے لیے ''بسم اللہ کے آداب، حضرت ابراہیم اور حضرت یونس علیہما السلام کے قصے'' اور شعبہ بنات میں درجہ ناظرہ کی طالبات کے لیے ''سیرتِ نبوی ﷺ اور سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا'' کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔

حلقات و دورات دینیہ قرآن اکیڈمی کورنگی کے تحت 16 اگست 2025 سے ہفتہ کے روز صبح 10 تا 12 بجے ایک نیا بعنوان ''بنیادی علومِ دینیہ کورس'' میں 22 طلبہ نے رجسٹریشن حاصل کی۔ قرآن اکیڈمی کورنگی شعبہ خواتین کے تحت جاری امورِ خانہ داری و تربیتی کورس میں 15 طالبات شرکت کر رہی ہیں۔ طالبات کے لیے ''سورۃ لقمان اور حبّ رسول ﷺ'' کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔

تنظیم اسلامی (شعبہ خواتین) کے تحت ''حبّ رسول ﷺ اور اس کے زندگی پر اثرات'' کے موضوع پر ماہانہ درس ہوا۔ جس میں 45 خواتین نے شرکت کی۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں قرآن اکیڈمی کورنگی سے متصل جامع مسجد طیبہ میں دورانِ ماہ تنظیم اسلامی کے تحت سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن میں سورۃ التوبہ کا بیان جاری ہے۔ مدرس کی ذمہ داری صدرِ انجمن خدام القرآن، سندھ جناب انجینئر نعمان اختر صاحب ادا فرماتے ہیں۔ جس میں اوسطاً 50 حضرات نے شرکت کی۔

تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی'' (حافظ ریان بن نعمان اختر صاحب) جاری ہے۔ جس میں 15 حضرات شرکت کر رہے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

1. A session on “Effective Teaching” was conducted by Dr Anwar Ali.

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

رجوع الی القرآن کورس میں 48 حضرات اور 52 خواتین سمیت کل 100 افراد شرکت کر رہے ہیں۔ دوران ماہ خصوصی محاضرات کے ذیل میں ''ٹائم مینجمنٹ'' اور ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' (ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) اور ''سفر آخرت کے مراحل'' (انجینئر عثمان علی صاحب) کے موضوعات پر لیکچرز منعقد ہوئے۔

بعد از نماز فجر درس قرآن و حدیث (جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان)، بعد از نماز عصر درس حدیث (قاری غلام اکبر صاحب)، بعد از نماز ظہر اصلاحی خطبات اور خلاصہ مضامین قرآن (جناب جمیل صاحب اور غضنفر عمر صاحب) اور بعد از نماز فجر تجوید (قاری محمد ارسلان صاحب) جاری ہیں۔

ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) میں تقریباً 20 اور واٹس ایپ پر عربی گرامر کورس کے چوتھے اور پانچویں بیچ میں 2300 حضرات و خواتین شریک ہوئے اور اب چھٹے بیچ میں 500 سے زائد حضرات و خواتین رجسٹر ہو چکے ہیں۔ ہفتے میں دو دن بعد از مغرب ''عربی گرامر کورس'' اور بعد از عشاء ''تجوید کورس'' منعقد کیے گئے۔ اسی طرح ہفتہ وار ''تجزیہ قرآن کورس'' اور ''سیرت النبی ﷺ کورس'' جاری رہے، اور ہر

جمعہ بعد از عشاء ''درس قرآن'' کا خصوصی اہتمام بھی کیا گیا۔ نیز عربی گرامر کا چھٹا بیچ یکم اکتوبر سے شروع ہونے والا ہے، جس کے لیے 500 سے زائد افراد اب تک رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں تقریباً 45 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ رواں ماہ مدرسۃ القرآن میں ششماہی امتحان اور پھر رزلٹ کارڈز تقسیم کرنے کے لیے ایک مختصر پروگرام منعقد ہوا، جس میں ''دنیوی اور اخروی کامیابی'' کے موضوع پر درس دیا گیا۔ علاوہ ازیں قرآن اکیڈمی یاسین آباد کے ساتھ مل کر پکنک پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً 15 افراد نے شرکت کی۔

رواں ماہ خطبہ جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب اور حافظ راسب وسیم (معتمد حلقہ کراچی شرقی، تنظیم اسلامی) نے حاصل کی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد میں رجوع الی القرآن کورس سال 2025-26 میں تقریباً 18 حضرات اور 30 خواتین شریک ہیں۔ اس ماہ دو اسپیشل لیکچرز ''سفر آخرت کے مراحل'' اور ''اسلام کی نشأۃ ثانیہ'' (استاذ: محمد یاسر شیخ صاحب) منعقد ہوئے۔

بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں تفہیم القرآن کورس جاری ہے، جس میں دروس اللغۃ العربیہ، حدیث اور فکر اسلامی کے مضامین شامل ہیں۔ اسی طرح بروز اتوار دوپہر کے اوقات میں تفسیر القرآن کورس میں سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر اور بروز اتوار دن 11 تا 1 بجے بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآن حکیم کی کلاسز جاری ہیں۔ ربیع الاول کے موقع پر ادارہ ہذا میں سیرت النبی ﷺ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم اور بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب تذکیر بالقرآن کے تحت درسِ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن

قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن کراچی میں رجوع الی القرآن کورس سال اول کے تحت ''میرا گھر اور میری ذمہ داری'' (استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب)، ''موبائل فون اور سوشل میڈیا کے نقصانات اور مضمرات'' (استاذ مدیر تعلیم ڈاکٹر انوار صاحب)، ''سفر آخرت کے مراحل'' (استاذ انجینئر عثمان علی صاحب) اور ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' (استاذ مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے عنوانات پر خصوصی محاضرات منعقد ہوئے۔

اس ماہ صدر انجمن خدام القرآن سندھ انجینئر نعمان اختر صاحب نے قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن کا دورہ کیا۔

دوراں ماہ ایک خصوصی لیکچر 'آپ ﷺ سے ہمارا تعلق'' منعقد ہوا جس میں حضرات و خواتین نے بھرپور شرکت فرمائی۔

الحمد للہ قرآن انسٹیٹیوٹ بحریہ ٹاؤن کی وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں رجسٹریشن ہو گئی ہے۔ اس سال تحفیظ القرآن کے امتحانات کے لیے بچوں کے داخلہ فارم بھی جمع کروا دیے گئے ہیں۔

دوراں ماہ ایک نکاحِ مسنون کی پروقار تقریب منعقد ہوئی۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین والبنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 55 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 46 طلبہ اور شعبہ بنات میں 48 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت سورۃ الکھف کا مطالعہ جاری ہے۔ امیر لانڈھی تنظیم و ناظم مرکز محترم محمد ہاشم صاحب درس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔

ماہانہ درس قرآن و حدیث میں ''اتباع رسول ﷺ اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر محترم عامر خان صاحب کا خصوصی بیان منعقد ہوا۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ ستمبر 2025ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبہ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

موت--- مسلم و کافر کے ہاں متفقہ حقیقت | اسلامی اقدار کی پامالی اور ہماری ذمہ داری | ملکی و بین الاقوامی حالات
صیہونی وحشیانہ درندگی | اُمّتِ مسلمہ کا اتحاد اور سالمیت | مسلم حکمرانوں کی بے حسی اور جواب دہی۔
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ 30 احادیث مبارکہ کی تذکیر

خطباتِ جمعہ (محترم انجینئر نعمان صاحب):

ماہِ ستمبر 2025ء میں محترم انجینئر نعمان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیوں؟	نبی کریم ﷺ کا سچا امتی کون؟
انقلاب محمدی ﷺ | مقاصد و مراحل	رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ ستمبر 2025ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

مطالعہ سورۃ الکھف حصہ بارہواں	اتباع رسول ﷺ
مطالعہ سورۃ الکھف حصہ تیرہواں	عذاب یا آزمائش
مطالعہ سورۃ الکھف حصہ چودہواں۔	

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ ستمبر 2025ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئیں جنھیں انجمن کے ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

نبی ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (حصہ اول)	نبی ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (حصہ دوم)
نبی ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (حصہ سوم)۔	

خطاب عام :

ماہِ ستمبر 2025ء میں نگرانِ انجمن امیرِ محترم شجاع الدین شیخ صاحب کا خطاب عام ''اتحادِ امت اور پاکستان کی سالمیت'' کی مکمل قسط ایڈٹ کرکے نشر کی گئی۔ جبکہ ماہ رواں میں جناب ڈاکٹر انوار علی ابرار صاحب کا ''اتحادِ امت میں نوجوانوں کا کردار'' کے موضوع پر خطاب عام کی ریکارڈنگ کی گئی اور براہ راست قرآن چینل پر نشر کیا گیا۔

عربی گرامر کورس :

محمد نعمان کے عربی گرامر کورس کی ریکارڈنگ کی مزید 5 کلاسز ایڈٹ کی گئی۔

معاونت :

مسجد جامع القرآن گلشن معمار میں ملٹی میڈیا کی جانب سے نیٹ ورکینگ کے لیے کیبلس اور ڈیوائس نصب کیا گیا۔

قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ملٹی میڈیا کی جانب سے ساؤنڈ سسٹم کی تبدیلی کے حوالے سے خدمات انجام دی گئی۔

انجمن خدام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خُدّامُ القُرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیم قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021